جامعہ اسلامیہ منہاج القرآن

لاہور

أَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْ أَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ

مِنہاجُ المنطق

مولانا مفتی محمد خان قادری

جامعہ اسلامیہ منہاج القرآن

۳۶۶-ایم، ماڈل ٹاؤن ○ لاہور

نام کتاب ــــــــــــــــــ منہاج المنطق

مُصنّف ــــــــــــــــــ مولانا مفتی محمد خان قادری

پروف ریڈنگ ــــــــــــــــــ محمد ارشد نقشبندی

پہلا ایڈیشن ــــــــــــــــــ دسمبر ۸۹ء

تعداد ــــــــــــــــــ ایک ہزار

قیمت ــــــــــــــــــ

طابع ــــــــــــــــــ منہاج القرآن پرنٹرز

ایم - ۳۶۵ ، ماڈل ٹاؤن لاہور

ملنے کے پتے

۱- ضیاء القرآن پبلیکیشنز ○ گنج بخش روڈ ○ لاہور

۲- مکتبۂ قادریہ ○ جامعہ نظامیہ رضویہ ، اندرون لوہاری گیٹ - لاہور

مَیں اپنی اس اوّلین تصنیف کو

مُفکّرِ اسلام نابغۂ عصر

پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری

کی

بے پایاں شفقتوں کی

نذر کرتا ہوں -!

محمد خان قادری

فہرستِ مضامین

سبق نمبر	عنوانات	صفحہ نمبر
	قضایا کا بیان	۵۷
	قضیہ کی تعریف	۵۷
	قضیہ کی اقسام	۵۷
	قضیہ حملیہ کی تعریف	۵۸
	اجزاءِ قضیہ حملیہ کے نام	۵۸
۲۲	قضیہ حملیہ کی تقسیم	۵۹
	محصورات اربعہ	۶۰
	سُور	۶۰
۲۳	قضیہ حملیہ موجبہ کی وجودِ موضوع کے لحاظ سے تقسیم	۶۱
۲۴	حرفِ سلب کے لحاظ سے قضیہ حملیہ کی تقسیم	۶۲
	معدولہ	۶۲
	معدولہ قضیہ کی اقسام	۶۳
	مُحَصَّلَہ	۶۳
۲۵	قضیہ شرطیہ	۶۳
	قضیہ شرطیہ کی اقسام	۶۴
۲۶	شرطیہ متصلہ کی اقسام	۶۵
	علاقہ	۶۶
	تضایف کی تعریف	۶۶
۲۷	شرطیہ منفصلہ کی تقسیم اوّل	۶۷

سبق نمبر	عنوانات	صفحہ نمبر

سبق نمبر	عنوانات	صفحہ نمبر
	شکل اوّل کی خصوصیات	۷۸
	عقلی احتمالات	۷۸
	شکل اوّل کی نتیجہ خیز ضروب	۷۸
	قیاس اِستثنائی کی تعریف	۷۹
	قیاس استثنائی کا نتیجہ	۸۰
	استقراء	۸۱
	تمثیل	۸۲
۲۱	صناعاتِ خمسہ	۸۳
	صورتِ قیاس	۸۳
	مادّہ قیاس	۸۳
	مادّہ قیاس کے اعتبار سے اقسام	۸۳
	قیاسِ برُہانی	۸۳
	دلیلِ لِمّی اور اِنّی کا بیان	۸۶
	قیاس جدلی	۸۷
	قیاسِ خطابی	۸۷
	قیاس شعری	۸۸
	قیاس سفسطی	۸۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

میں نے اپنی تدریسی زندگی میں ہمیشہ اس بات کو شدت کے ساتھ محسوس کیا کہ تمام درسیات پر عموماً اور منطق پر خصوصاً اُردو زبان میں تحریر کردہ ابتدائی کُتب کا اندازِ بیان مُشکل اور تحریر سلیس اور سادہ نہیں بنابریں ان کُتب سے مُبتدی طلبہ کما حقہ، استفادہ نہیں کر سکتے۔ جامعہ اسلامیہ منہاج القرآن میں تدریس کے دوران طلبہ کی یہ مشکل اور محرومی میرے لیے اور بھی باعثِ تشویش بنی رہی۔

جامعہ کے بعض طلبہ نے منطق پر میرے اسباق کے بعد مجھے شدت کے ساتھ اس ضرورت کی طرف متوجہ کیا کہ اُردو زبان میں منطق پر مُبتدی طلبہ کے لیے سادہ اور آسان فہم کتاب منظرِ عام پہ آنی چاہیئے ان کے اس جائز تقاضے کی اہمیت اور ناگزیریت کو محسوس کرنے کے باوجود میں اپنی عدیم الفرصتی کی بنا پہ کچھ نہ کر پایا بالآخر شیخ الجامعہ حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ العالی کی مشفقانہ سرپرستی اور جامعہ کے ایک ہونہار طالبعلم مولانا محمد ارشد نقشبندی کی معاونت نے میرے قلم کو تحریر پہ آمادہ کیا اور یوں اس کتاب کی تکمیل ہوئی۔ کتاب ہذا کی ترتیب و تدوین کے سلسلہ میں حضرت مولانا محمد اشرف جلالی (استاذ جامعہ اسلامیہ منہاج القرآن) نے اپنی وقیع اور ماہرانہ آرائے سے نوازا۔

بندہ ان دونوں احباب کے عملی تعاون پر انکا صمیم قلب سے تشکر گزار ہے مجھے اس بات کا شدت کے ساتھ احساس ہے کہ میں اپنی متنوع علمی و تحقیقی، تدریسی،

تربیتی، تحریکی اور انتظامی مصروفیات کے باعث زیرِ نظر کتاب کی ترتیب و تدوین کو اتنا وقت نہیں دے پایا جتنا ایک معیاری کتاب کے لیے ضروری ہوتا ہے۔ اُمید کرتا ہوں کہ طلبہ اور اساتذہ اسے حقیر کاوش سمجھتے ہوئے شرفِ پذیرائی بخشیں گے کتاب میں موجود، اور دیگر کوتاہیوں پہ اللہ ربّ العزّت کی بارگاہِ کریمانہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ جلیلہ سے معافی کا خواستگار ہوں اور اہلِ علم وفن کی طرف سے نشاندہی پر اُن کا شکر گزار ہوں گا۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ

احقر الانام

محمد خان قادری

تاریخِ منطق

منطق کا آغاز یونان سے ہوا اور اس دَور میں اُسے بہت عروج حاصل ہوا اور اس موضوع پر مستقل کتابیں لکھی گئیں۔ اس کی با قاعدہ ترتیب و تدوین وغیرہ کا کام کب شروع ہوا اور یہ کام کن کن مراحل سے گزرا اس کا ذکر ہم ذیل میں منطق کے معلّمین کے حوالے سے کرتے ہیں جس کے ضمن میں منطق کے ابتدائی مراحل بھی سامنے آجائیں گے۔

معلّمِ اوّل ارسطو

ارسطو (۳۲۲ - ۳۸۴) قبل از مسیح مقدونیہ کے قریب ایک گاؤں "اسٹاگیرا، یا "اسٹاجیرد" میں پیدا ہوئے ارسطو سقراط کے شاگردوں میں سے ہیں اور وہ فیثاغورث کے شاگردوں میں سے ہیں اور فیثاغورث حضرت سلیمانؑ کے شاگردوں میں سے ہیں۔ سکندر رومی کے حکم پر ارسطو نے منطق کو ترتیب دیا۔ جب منطق کو ترتیب دے کر فارغ ہوئے تو سکندر رومی نے خوش ہو کر پانچ لاکھ دینار انعام دیے اور ہر سال کے لیے ایک لاکھ بیس ہزار دینار مقرر کر دیے ارسطو کے اعتقاد کے بارے میں مُلّا صدر الدین شیرازی لکھتے ہیں کہ وہ حکیم عابد اور موحّد (توحید کو ماننے والا) تھے اور وہ اس عالم کے حادث ہونے کے قائل تھے۔

شمس العلماء مولانا عبدالحق خیر آبادی لکھتے ہیں کہ ارسطو کو معلم اوّل کا لقب اس لیے دیا گیا ہے کہ وہ تعلیم منطق کے واضع ہیں اور شیخ بو علی ابنِ سینا نے تو معلمِ اوّل کی شان میں اس حد تک مبالغہ کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ان کے بعد کوئی

آدمی بھی ایسا نہیں آیا جس نے اُن کی بیان کردہ چیزوں پر اضافہ کیا ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ بیشک ارسطو بڑی عظیم شان کے حامل تھے لیکن انہوں نے جو کچھ بھی ترتیب دیا وہ افلاطون سے ماخوذ تھا۔ انہوں نے منطق، طبیعیات اور اخلاق پر کتب تحریر کیں جن میں سے چند ایک اہم کتابیں درج ذیل ہیں۔

۱: المقولات الجدل

۲: العبارۃُ والتفسیر

۳: الخطابۃُ

۴: السماء والعالم

۵: الکون والفساد

۶: کتاب مابعد الطبیعہ

مُعلّمِ ثانی فارابی

ابونصر محمدؒ فارابی (۸۷۳-۹۵۰) میں ترکستان میں فاراب کے مقام پر پیدا ہوئے اور دمشق میں وفات پائی اور عرب کے بہت بڑے فلاسفر میں سے تھے۔ بغداد اور حرّان میں پڑھاتے رہے پھر حلب میں مقیم ہوئے ارسطو کے بعد مُعلّمِ ثانی کے لقب کے مستحق ٹھہرے۔ ان کی کُتب میں سے چند مشہور کتب درج ذیل ہیں۔

۱: مقالہ فی العقل

۲: اجوبۃ عن مسائل فلسفیہ

۳: تحصیل السعادۃ

۴: عیون المسائل

۶ : فصوص الحکم
۷ : رسالۃ فی السیاسۃ

معلّمِ ثالث بوعلی ابنِ سینا

بوعلی ابن سینا بخارہ کے قریب اخشنہ میں (۹۸۰ / ۱۰۳۷) پیدا ہوئے اور ہمدان میں وفات پائی عرب کے بہت بڑے فلسفی، مفکر، ریاضی دان اور طبیب تھے ارسطو کے فلسفے میں انہوں نے بڑا غور وفکر کیا۔

مولانا عبدالعزیز پرھاروی لکھتے ہیں کہ ابنِ سینا نے سب سے پہلے علم الفقہ حاصل کیا پھر منطق، ریاضی، طبعیات، الٰہیات اور طب جیسے علوم بخارہ میں حاصل کیے اور پھر کتب کا گہرا مطالعہ شروع کیا یہاں تک کہ تمام علوم میں تکمیل کی اس وقت اُنکی عمر اٹھارہ برس تھی۔ پھر ہمدان اور اصفہان کی طرف ہجرت کر گئے اور بادشاہِ وقت سے بڑی عزّت پائی یہاں تک کہ اُس نے انکو وزیر بنالیا۔ ابنِ سینا شروع میں شراب وغیرہ پیا کرتے تھے لیکن عمر کے آخری حصّے میں قرآن حفظ کیا اور نیکیوں کی طرف رغبت کی لیکن یہ اعمال تب فائدہ دیں گے جب کہ انہوں نے اپنے فلسفیانہ اور کفریہ عقائد سے توبہ کی ہو۔

شیخ مجدّالدین بغدادی فرماتے ہیں۔

" میں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کے وقت عرض کی کہ یارسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) ابنِ سینا کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں تو آپؐ نے فرمایا۔!

" اس نے میرے واسطے کے بغیر اللہ تک پہنچنے کی کوشش کی پس وہ

اگ میں گر گیا۔"

ایسے ہی شیخ جمال الدین خلیلی فرماتے ہیں کہ انہوں نے بھی بوقتِ زیارت جب ابن سینا کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا "وہ ایسا شخص تھا جو علم کی وجہ سے گمراہ ہو گیا۔"

قوّتِ سماعت

بیان کیا جاتا ہے ایک دن وہ بادشاہ کے پاس گئے اور شکایت کی کہ چار منزلوں کے فاصلے سے لوہا کوٹنے کی آواز آتی ہے جس سے میرے مطالعے میں خلل پڑتا ہے۔ بادشاہ یہ سُن کر بڑا حیران ہوا اور اس بات کی تصدیق کے لیئے اُس آدمی کو حکم بھیجا کہ اس ہفتے وہ شام سے لے کر صبح تک لوہا کوٹے اُس نے ایسا کیا تو پھر ابن سینا بادشاہ کے دربار میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اس ہفتہ تو پوری رات آواز نے میرے مطالعہ میں خلل ڈالا ہے اس سے بادشاہ کو معلوم ہو گیا کہ یہ واقعتاً سچ کہہ رہا تھا۔ چنانچہ اُس آدمی کو اُن کے مطالعہ میں خلل ڈالنے سے روک دیا گیا۔

قوّتِ باصرہ

ایک دفعہ ابن سینا سلطان کے دربار میں بیٹھا تھا کہ چار میل دُور سے آنے والے گھوڑ سوار کے متعلق بادشاہ کو بتایا کہ فلاں شکل کا فلاں لباس کا آدمی آرہا ہے اور اُس کے گھوڑے کا رنگ یہ ہے اور پھر وہ مٹھائی کھاتا آرہا ہے بادشاہ نے کہا کہ آپ کو یہ کیسے پتہ چلا ..... تو اُس نے کہا کہ مکھیاں اس کے ارد گرد اُڑ رہی ہیں یہ اس بات کی علامت ہے کہ وہ مٹھائی کھا رہا ہے

قوّتِ حافظہ

ایک دفعہ اصفہان میں بادشاہ کے دربار میں جا رہا تھا راستے میں دریا پار کرنے کیلئے کشتی میں سوار ہوا ایک اور آدمی بھی اس کشتی میں سوار ہو گیا۔ ابن سینا کے دریافت کرنے پر اُس نے بتایا کہ میں نے قانون کی ایک کتاب لکھی ہے اور اسے اب بادشاہ کی خدمت میں پیش کرنے جا رہا ہوں ابنِ سینا نے اُس سے کتاب لے کر اوّل تا آخر پڑھ ڈالی بادشاہ کے دربار پہنچے تو بادشاہ نے ابن سینا کو کتاب پیش کی کہ دیکھیں یہ کتاب کیسی ہے ابنِ سینا نے اُسے دیکھا اور کہا یہ کتاب تو مدّت ہوئی لکھی جا چکی ہے اس آدمی نے اس بات کو ماننے سے انکار کیا تو ابنِ سینا نے کہا مجھے تو پہلے سے یہ پوری کتاب زبانی یاد ہے۔ آخر کار کچھ شروع سے، کچھ درمیان سے اور پھر آخر سے کتاب زبانی سنا دی۔ وہ آدمی شرمندہ ہو گیا۔ پھر ابنِ سینا نے اصل بات بادشاہ کو بتا دی کہ میں نے آتے ہوئے پڑھ کر اسے یاد کر لیا تھا اور اس آدمی کو عزّت و تکریم دلائی اس پہ حاضرینِ مجلس حیران رہ گئے۔ ان کی مشہور تصانیف درج ذیل ہیں۔

۱: القانون

۲: الشفاء

۳: کتاب النجاۃ

۴: عیون الحکمت

معلّمِ رابع علامہ فضلِ حق خیر آبادی

علامہ فضل حق خیر آبادی ۱۲۱۲ ھ بمطابق ۱۷۹۷ء میں خیر آباد میں پیدا ہوئے

ان کے والد کا اسم گرامی فضل امام تھا وہ دہلی میں صدالصدور کے منصب پر فائز رہے ہے
علامہ فضل الحق خیرآبادی نے اچھے علمی ماحول میں پرورش پائی انہوں نے اپنے تمام عقلی و
نقلی علوم اپنے والدِ گرامی سے حاصل کیے اور علم الحدیث کی سند شاہ عبدالقادر محدث
دہلویؒ سے حاصل کی۔ آپ نے چار ماہ میں قرآنِ پاک حفظ کیا اور تیرہ سال کی عمر میں تمام
علوم سے فارغ ہو گئے۔ یہاں تک کہ تمام علوم میں اتنی ترقی کی کہ آپ معقول اور
فلسفے کے امام ہو گئے لغت عربی کے نوادرات پر حاوی تھے اور فصاحت و
بلاغت میں ہندوستان کے تمام علماء سے بازی لے گئے تصنیف و تالیف
کے میدان میں جھنڈے گاڑ دیے ادبِ عربی میں سب سے زیادہ صاحب
جودت تھے کہ نہایت چھوٹی عمر میں ہی جب اپنے والد گرامی کے ساتھ شاہ عبدالعزیز
محدث دہلویؒ کی بارگاہ میں حاضری دی اور وہاں پر شاہ صاحب کے کہنے پر عربی کے
اشعار سنائے تو شاہ صاحبؒ نے ایک شعر کی ترکیب پر اعتراض کیا اس پر علامہ فضلِ حق
خیرآبادی نے فصحائے عرب کے تیس ۳۰ اشعار سنا دیے جو اسی ترکیب پر مشتمل تھے اس
پر شاہ صاحب نے اپنا اعتراض واپس لے لیا اور انکی ذہانت پر حیران رہ گئے ابھی
حضرت مزید اشعار سنا تے لگے تھے کہ والدِ گرامی نے ٹوک دیا اور فرمایا کہ ادب کا مقام
ہے انہوں نے حضورؐ کی شانِ اقدس اور جزیرہ انڈومان میں اپنے اوپر گزرے ہوئے
مصائب کے ذکر پر مشتمل جو اشعار کہے ان کی تعداد چار ہزار سے بھی زائد ہے۔

ان علمی و ادبی خدمات کے علاوہ آپ نے ہندوستان میں تحریک آزادی
کے لیے نمایاں خدمات سرانجام دیں اور ہندوستان کی سرزمین پر علم منطق اور فلسفہ
کی ترویج کے کارہائے نمایاں بھی سرانجام دیے۔

سرسیّد احمد خان نے اس گھرانے کی ان خدمات کو سراہتے ہوئے لکھا۔

"اس نواح میں ترویج علم و حکمت و معقول کی اسی خاندان سے ہوئی۔"[1]

ان کی گراں قدر تصانیف درج ذیل ہیں

۱ : باغی ہندوستان

۲ : الجنس الغالی فی شرح الجوھر العالی

۳ : حاشیہ تلخیص الشفاء

۴ : حاشیہ افق المبین

۵ : حاشیہ قاضی مبارک

۶ : رسالہ فی تحقیق الاجسام

۷ : رسالہ فی تحقیق الکلی الطبعی

۸ : الروض المجود

۹ : الھدیۃ السعیدیہ

۱۰ : تحقیق الفتویٰ (مسئلہ شفاعت کی تحقیق)

۱۱ : امتناع النظیر (حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی مثل ممکن نہیں ہے)

؎ آثار الصنادید : ۳۷۷

سبق نمبر ۱

دَورِ حاضر میں منطق کی ضرورت

موجودہ دَور سائنسی دَور ہے جس میں قدیم یونانی فلسفہ ومنطق کے اکثر تصوّرات کارد ہو چکا ہے اس لیے جس طرح اس دَور میں فلسفہ ومنطق کی تعلیم ضروری تھی بالکل اسی طرح آج اسکی بجائے جدید علوم حاصل کرنے کی ضرورت ہے لیکن اس کے باوجود آج ہم جو علم منطق سیکھتے ہیں اسکی غرض وغایت فقط یہ ہے کہ ہم اسکی اصطلاحات سے واقفیت حاصل کر کے اسلاف کی کُتب کا مطالعہ کرسکیں اور اُن سے صحیح طور پر فیضیاب ہو سکیں کیونکہ انہوں نے اپنے اپنے دَور کی ضرورت کے مطابق اپنی کتب میں منطق کی اصطلاحات ذکر کی ہیں اگر کوئی طالبعلم منطق سے واقف نہ ہو تو وہ انکی کُتب سے استفادہ نہیں کرسکتا لہٰذا انہیں کم از کم اتنی منطق پڑھنا جس سے اصطلاحات کا علم آجائے ضروری ہے۔

فائدہ: استاذی المکرم حضرت مولانا علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ، حاشیہ مرقات کے مقدمہ میں طلبہ کو نصیحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

علم المنطق کثیر الفوائد ہونے کے باوجود اس لائق نہیں کہ اس میں ساری عمر صَرف کردی جائے۔ صرف اصطلاحات کی حد تک اسے پڑھا جائے۔ ہاں! علم تفسیر حدیث، فقہ، اُصول، عقائد اور تصوف یہ وہ علوم ہیں جن میں عمر صَرف کردینا ہی حاصلِ زندگی ہے۔

؎ گزر جا عقل سے آگے کہ یہ نور — چراغِ راہ ہے منزل نہیں ہے

عارفِ رومی نے یہ بات یوں بیان فرمائی ہے

؎ منطق و حکمت ز بہرِ اصطلاح — گر بخوانی اندکے باشد مباح

سبق نمبر ۲

آئینہ اور ذہن :-

یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایک ایسی قوت عطا کی ہے جو آئینہ کی طرح ہے جس طرح آئینہ میں اشیاء کی صورتیں آتی ہیں اسی طرح اس میں بھی اشیاء کی صورتیں آتی ہیں اس قوت کا نام ذہن ہے۔

آئینہ اور ذہن میں فرق

۱ : آئینہ میں صرف مبصرات کی صورتیں آسکتی ہیں لیکن ذہن میں مبصرات کے علاوہ تمام محسوسات اور معقولات کی صورتیں بھی آسکتی ہیں۔

۲ : آئینہ میں شے کی صورت اسی وقت تک رہتی ہے جب تک وہ اس کے سامنے ہو اگر سامنے نہ رہے تو اس کی صورت بھی ختم ہو جائے گی مگر ذہن میں آنے والی صورت باقی رہتی ہے خواہ وہ شے نہ رہے۔

نوٹ : ذہن کو قوتِ مدرکہ بھی کہا جاتا ہے۔

سبق نمبر ۳

مبصرات اور غیر مبصرات اشیاء کی تعریفیں

مبصرات : وہ اشیاء ہیں جن کا علم دیکھنے کے ذریعے حاصل ہوتا ہے۔ مثلاً:

روشنی : رنگ

غیر مبصرات

وہ اشیا ہیں جن کا علم دیکھنے سے نہیں ہوتا۔

ان کی پانچ اقسام ہیں :۔

۱ : مسموعات : وہ اشیاء جن کا علم سُننے کے ذریعے ہوتا ہے مثلاً آواز کی اقسام

۲ : مشمومات :۔ وہ اشیاء جن کا ادراک سونگھنے کے ذریعے ہوتا ہے۔ مثلاً اقسامِ بُو۔

۳ : مذوقات :۔ وہ اشیاء جن کا علم چکھنے کے ذریعے ہوتا ہے۔ مثلاً اقسامِ مزہ

۴ : ملموسات :۔ وہ اشیاء جن کا علم چھونے کی قوّت سے ہوتا ہے مثلاً گرمی، سردی، نرمی، سختی

۵ : معقولات :۔ وہ اشیاء جن کا علم عقل سے ہو۔ مثلاً روح، فرشتہ

فائدہ :۔

۱ : قوّتِ باصرہ (دیکھنے والی قوّت)

۲ : قوّتِ سامعہ (سننے والی قوّت)

۳ : قوّتِ شامہ (سونگھنے والی قوّت)

۴ : قوّتِ ذائقہ (چکھنے والی قوّت)

۵ : قوّتِ لامسہ (چھونے والی قوّت)

ان کو حواسِ خمسہ ظاہرہ کہا جاتا ہے

سبق نمبر ۴

تعریفِ علم :- حصول صورۃ الشئ فی العقل

شے کی صورت کا ذہن میں حاصل ہونا علم کہلاتا ہے۔

جیسے کسی نے خالد کہا اور تمہارے ذہن میں خالد کی صورت آگئی تو اس خالد کی صورت کے ذہن میں آنے کو علم کہتے ہیں۔

ف :- علم کا دوسرا نام ادراک ہے

تقسیمِ علم :-

علم کی دو اقسام ہیں

۱ :- تصور ۲ :- تصدیق

۱ :- تصور :- الادراک الخالی عن الحکم

وہ علم جو حکم سے خالی ہو

جیسے :- سجدہ ، رکوع

---

۲ :- تصدیق :- الادراک مع الحکم

وہ علم جس کے ساتھ حکم ہو

مثلاً :- آگ گرم ہے

تصدیق کے بارے میں مناطقہ کے دو مذہب ہیں

۱ - جمہور مناطقہ ۲ - امام رازیؒ

۱ : جمہور مناطقہ :- ان کے نزدیک حکم ہی کا نام تصدیق ہے

۲ : امام رازیؒ :- ان کے نزدیک تصوراتِ ثلاثہ (تصور موضوع ، تصور محمول

تصورِ نسبت) اور حکم کے مجموعے کا نام تصدیق ہے

دونوں مذاہب میں فرق[۴]

ان دونوں مذاہب میں تین[۳] لحاظ سے فرق ہے۔

جمہور مناطقہ	امام رازیؒ
۱: انکے نزدیک تصدیق بسیط[۱] ہے	امام رازی کے نزدیک مرکب ہے
۲: تصوراتِ ثلاثہ تصدیق کیلئے شرط[۲] ہیں	تصوراتِ ثلاثہ تصدیق کیلئے شطر[۳] ہیں
۳: حکم تصدیق کا عین ہے	حکم تصدیق کا جزو ہے

حکم کی تعریف[۴]

نسبۃ امرٍ الی امرٍ اٰخر ایجاباً او سلباً

ایک شے کی کسی دوسری شے کی طرف ایجاباً یا سلباً نسبت کرنا حکم[۴] کہلاتا ہے۔

---

۱ لاجزءَ لہٗ، جس کا کوئی جز نہ ہو ۲ جیسے نماز کے لیے وضو مقدم ہوتا ہے ایسے ہی تصورات پہلے ہوں گے اور بعد میں تصدیق ۳ مثلاً نماز کے لیے رکوع، سجود کہ نماز میں داخل ہیں اسی طرح یہ تصورات بھی داخلِ تصدیق ہیں۔

۴ فائدہ

لفظِ حکم چار معانی میں استعمال ہوتا ہے۔

۱۔ نسبت ۲۔ تصدیق

۳۔ قضیہ ۴۔ محمول

جیسے زید کھڑا ہے۔ اس میں لفظ "ہے" نسبت ایجابی ہے۔ یعنی زید کے کھڑے ہونے کا ثبوت ہے اور زید کھڑا نہیں ہے اس میں لفظ "نہیں" نسبت سلبی ہے یعنی زید کے کھڑے ہونے کی نفی ہے۔

مذکورہ دونوں مثالوں میں "ہے" اور "نہیں" حکم ہے۔
فارسی میں اسے ہست و نیست سے تعبیر کرتے ہیں

سبق نمبر ۵

تقسیم اقسامِ علم

علم کی دونوں قسموں تصور و تصدیق میں سے ہر ایک کی دو دو قسمیں ہیں۔

تصوّر کے اقسام

۱۔ تصور نظری۔ (کسبی)

۲۔ تصوّر بدیہی۔ (ضروری)

۱۔ تصوّرِ بدیہی

وہ تصوّر جو نظر و فکر کے بغیر حاصل ہو۔
جیسے حرارت۔ برودت کا تصوّر

۲۔ تصورِ نظری

وہ تصور جو نظر و فکر کے ساتھ حاصل ہو۔
جیسے تصورِ جن[۱] ۔ تصورِ ملائکہ[۲]

---

[۱] جسم لطیف ناری یتشکل باشکالِ مختلفۃٍ حتی الکلب والخنزیر یذکر و یؤنث

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

تصدیق کی اقسام

۱:۔ تصدیق بدیہی

التصدیق الذی یحصل بلا نظر و فکر

وہ تصدیق جو نظر و فکر کے بغیر حاصل ہو۔ مثلاً الشمس طالعۃ النار حارۃ

۲:۔ تصدیق نظری

التصدیق الذی یحصل بنظر و فکر

وہ تصدیق جو نظر و فکر کے ساتھ حاصل ہو۔ مثلاً العالم حادث۔ الصانع موجود

نوٹ:۔ بدیہی کو ضروری اور نظری کو کسبی سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔

(بقیہ حاشیہ پچھلے صفحہ کا)

ایسا جسم جو لطیف ہو ناری ہو اور مختلف شکلیں تبدیل کر سکے۔ یہاں تک کہ کُتّا اور خنزیر بھی بن سکے مذکر بھی ہو سکے اور مؤنث بھی

۳ جسم لطیف نورانی یتشکل باشکال مختلفۃ سوی الکلب والخنزیر لا یذکر و لا یؤنث

ایسا جسم جو لطیف نورانی ہو اور کتے اور خنزیر کے علاوہ مختلف اشکال تبدیل کر سکے اور مذکر و مونث نہ بن سکے۔

سبق نمبر ۶

معنی نظر و فکر

ترتیبُ امورٍ معلومۃٍ لیتأدّی ذالک الترتیبُ الیٰ امرٍ مجہولٍ

امورِ معلومہ کو اس طرح ترتیب دینا کہ وہ امر مجہول تک پہنچادے اس طرح اُمورِ معلومہ کو ترتیب دینا نظر و فکر کہلاتا ہے۔

ہمیں یہ معلوم تھا کہ عالم متغیر ہے اور ہر متغیر حادث ہے تو ان دو معلوم چیزوں کو ہم نے ملایا تو ہمیں امر مجہول حاصل ہوا کہ عالم حادث ہے۔

العالم حادث	العالم متغیر و۔ کل متغیر حادث
امر مجہول	امورِ معلومہ

احتیاج الی المنطق

امورِ معلومہ کی ترتیب میں غلطی واقع ہو سکتی ہے کیونکہ اگر ترتیب میں غلطی نہ ہوتی تو اربابِ نظر (عقلاء) کے درمیان کبھی اختلاف ہی واقع نہ ہوتا۔ مثلاً بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ عالم حادث ہے اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ عالم متغیر ہے اور ہر متغیر چیز حادث ہوتی ہے۔

اور بعض لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ عالم قدیم ہے اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ عالم مؤثر سے مستغنی ہے اور ہر وہ شئے جو مؤثر سے مستغنی ہو وہ قدیم ہوتی ہے لہذا عالم قدیم ہے عالم کا حادث ہونا اور قدیم ہونا ایک دوسرے کی ضد ہیں ان کا نہ اجتماع

ممکن ہے کہ عالم حادث بھی ہو اور قدیم بھی اور نہ ہی ارتفاع ممکن ہے کہ عالم حادث بھی نہ ہو اور قدیم بھی نہ ہو واضح ہے کہ ان میں سے ایک درست ہوگا اور ایک غلط تو جب یہ بات معلوم ہوگئی کہ عقلاء کی فکر میں بھی غلطی واقع ہو جاتی ہے تو معلوم ہوا کہ عقل انسانی صحیح اور غلط کی پہچان کے لیے کافی نہیں ہے بلکہ ہمیں ایک ایسے قانون کی ضرورت ہے جو درست اور غلط نظریات کے درمیان امتیاز پیدا کر کے انسانی عقل کو خطاء سے بچالے اسی قانون کا نام منطق ہے۔

سبق نمبر ۲

منطق کی تعریف

هو علم بقوانين تعصم مراعاتها الذهن عن الخطاء في الفكر۔

ایسے قوانین کا علم جن کی رعایت ذہن کو خطاء فی الفکر سے محفوظ رکھے

علم کا موضوع

علم میں جس شے کے احوالِ ذاتیہ سے بحث کی جائے وہ شے اس علم کا موضوع ہوتی ہے۔

منطق کا موضوع

معرف اور حجت یعنی وہ تصورات اور تصدیقات معلومہ جو تصور مجہول یا تصدیق مجہول تک موصل (پہنچانے والے) ہوں۔

موضوع جاننے کا فائدہ

تاکہ علم دوسرے علوم سے ممتاز ہو جائے۔

منطق کی غرض

فکر کا درست ہونا اور غور و فکر کرتے وقت رائے کا غلطی سے محفوظ رہنا۔

غرض جاننے کا فائدہ

تاکہ انسان کی کوشش رائیگاں نہ جائے۔

سبق نمبر ۸

دلالت

تقدیمِ دلالت کی وجہ

معرف اور حجت منطق کا موضوع ہیں اس لیے انہیں سے بحث ہونی چاہیے تھی لیکن یہ دونوں چیزیں از قبیل معانی ہیں۔ اس لیے پہلے الفاظ سے بحث کرنا ضروری ہے جو معانی پر دلالت کرتے ہیں کیونکہ افادہ (غیر کو فائدہ دینا) اور استفادہ (غیر سے فائدہ حاصل کرنا) یہ الفاظ پر ہی موقوف ہے اس لیے دلالت کی بحث کو مقدم کیا۔

دلالت کی تعریف

لغوی : الارشاد : (راہ دکھانا)

اصطلاحی : کون الشئ بحیث یلزم من العلم بہ العلم بشئ اخر

کسی شے کا خود بخود اس طرح ہونا کہ اس کے علم سے کسی دوسری شے کا علم آجائے۔

جیسے دھویں کے علم سے آگ کا علم لازم آتا ہے۔ نبض کی تیزی سے بخار کا علم ہوتا ہے۔

دال : جس کے علم سے دوسری شی کا علم آئے جیسے دھواں

مدلول : جس کا علم کسی چیز کے علم سے لازم آئے جیسے آگ

وضع کی تعریف

لغوی :۔ رکھنا

اصطلاحی :۔ تخصیص شئ بشئ متی اطلق الشئ الاوّل فُہِمَ منہ الشئ الثانی۔

ایک شے کا دوسری شے کے ساتھ اس طرح خاص کر دینا کہ اوّل کے علم سے دوسری شئی کا علم لازم آئے۔

جیسے لفظ چاقو کو پھل اور دستے کے مجموعے کے لیے خاص کر دینا کہ جب بھی لفظ چاقو سُنیں گے تو فوراً پھل اور دستے کا تصوّر آئے گا۔

موضوع : پہلی شے کو موضوع (جسکو وضع کیا گیا) کہیں گے جیسے لفظ چاقو

موضوع لہ :۔ دوسری شے کو موضوع لہ (جس کے لیے وضع کیا گیا) کہیں

گے جیسے پھل اور دستہ

واضع : خاص کر دینے والے کو واضع کہتے ہیں۔ مثلاً اہل لغت

اقسامِ دلالت : اسکی دو قسمیں ہیں۔

۱ : دلالتِ لفظیہ ۲ : دلالتِ غیر لفظیہ

دلالت لفظیہ :

" وہ دلالت جس میں لفظ دال ہو "

جیسے زید کی دلالت ذاتِ زید پر۔ لفظ ضرب کی دلالت اپنے معنی پر

دلالت غیر لفظیہ :۔

" وہ دلالت جسمیں لفظ دال نہ ہو۔"

جیسے دھوئیں کی دلالت آگ پر۔ چہرے کی زردی کی دلالت خوف پر۔

دلالتِ لفظیہ کی اقسام

اسکی تین اقسام ہیں ۔

۱ : دلالت لفظیہ وضعیہ

۲ : دلالت لفظیہ طبعیہ

۳ : دلالت لفظیہ عقلیہ

۱ : وضعیہ :

" وہ دلالت جس میں دال لفظ ہو اور دلالت باعتبارِ وضع ہو"۔

جیسے لفظ زید کی دلالت ذاتِ زید پر۔

۲ : طبعیہ : " وہ دلالت جسمیں دال لفظ ہو اور دلالت باعتبار طبع ہو"

یعنی طبیعت کا اس میں دخل ہو۔

۳ : عقلیہ " وہ دلالت جس میں دال لفظ ہو اور دلالت فقط باعتبار عقل ہو"

مثلاً لفظِ دیز (جو دیوار کے پیچھے سے سُنا گیا ہو) کی دلالت بولنے والے کے وجود پر اور مصنوع کی دلالت صانع پر۔

دلالتِ غیر لفظیہ کی اقسام

اسکی بھی تین اقسام ہیں

۱۔ دلالت غیر لفظیہ وضعیہ
۲۔ دلالت غیر لفظیہ طبعیہ
۳۔ دلالت غیر لفظیہ عقلیہ

۱ : دلالت غیر لفظیہ وضعیہ

" وہ دلالت جس میں دال لفظ نہ ہو اور دلالت باعتبار وضع ہو۔"

جیسے دوالِ اربعہ کی دلالت اپنے مدلولات پر،

۲ : دلالت غیر لفظیہ طبعیہ

وہ دلالت ہوتی ہے جس میں دال لفظ نہ ہو اور دلالت باعتبار طبع ہو

جیسے نبض کی تیزی کی دلالت بخار پر

۳ : دلالت غیر لفظیہ عقلیہ

وہ دلالت ہوتی ہے جس میں دال لفظ نہ ہو اور دلالت باعتبار عقل ہو۔

جیسے دھویں کی دلالت آگ پر۔

فائدہ:

دوالِ اَربعہ

اس سے مراد درج ذیل چار اشیاء ہیں۔

۱: نقوش ۲: عقود

۳: نصب ۴: اشارات

۱: نقوش

ایسے خطوط جو کہ الفاظ کی وساطت سے معنیٰ پہ دلالت کریں۔

۲: عقود

انگلیوں کی گرہیں جو تاجروں کی اصطلاح میں اعداد پر دلالت کرتی ہے۔

۳: نُصُب

وہ بُرجیاں جو کہ مسافت کی تعین کے لیے راستے پر لگائی جاتی ہیں۔

۴: اشارات

ٹریفک وغیرہ کے اشارات جو کہ ٹھہرنے یا چلنے پر دلالت کرتے ہیں

سبق نمبر ۹

دلالتِ معتبرہ

مناطقہ صرف دلالت لفظیہ وضعیہ سے بحث کرتے ہیں۔ کیونکہ افادہ اور استفادہ لفظیہ وضعیہ کے ساتھ آسانی سے ہو سکتا ہے۔

لہٰذا یہاں دلالت لفظیہ وضعیہ کی اقسام بیان کی جاتی ہیں۔

دلالتِ لفظیہ وضعیہ کی اقسام

اسکی تین اقسام ہیں۔

۱ : دلالتِ مطابقیہ ۲ : دلالتِ تضمنیہ

۳ : دلالتِ التزامیہ

۱ : دلالتِ مطابقیہ

دلالت مطابقی وہ دلالت ہوتی ہے جس میں لفظ بول کر اس کا تمام معنیٰ موضوع لہ، مراد لیا جائے مثلاً لفظ انسان بول کر حیوانِ ناطق مراد لیا جائے۔

۲ : دلالت تضمنیہ

دلالتِ تضمنی وہ دلالت ہوتی ہے جس میں لفظ بول کر اس کا تمام معنیٰ موضوع لہ مراد نہ لیا جائے بلکہ تمام معنیٰ کا جُز مراد لیا جائے۔ مثلاً انسان بول کر صرف ناطق یا صرف حیوان مراد لیا جائے

۳ : دلالتِ التزامیہ

وہ دلالتِ لفظیہ وضعیہ ہے جسمیں لفظ بول کر نہ اس کا تمام معنی موضوع لہ، مُراد لیا جائے اور نہ ہی اس کے معنیٰ کا جُز مراد لیا جائے بلکہ لفظ بول کر ایسی چیز مراد لی جائے جو کہ معنی موضوع لہ سے خارج اور اس کو لازم ہو۔ مثلاً انسان بولکر کتا بت مراد لی جائے۔

فائدہ

دلالتِ تضمنی اور التزامی، دلالت مطابقی کے بغیر نہیں پائی جاسکتی کیونکہ تضمنی اور التزامی مطابقی کے تابع ہیں اور تابع بغیر متبوع کے نہیں پایا جا سکتا۔ ہاں مطابقی ان دونوں کے بغیر بھی پائی جا سکتی ہے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ لفظ ایسے معنیٰ کے لیے وضع کیا گیا ہو جس کا نہ کوئی جز ہو اور نہ ہی اس کا کوئی لازم ہو۔

لازمٌ [1]

ما ینتقل الذھن من الموضوع لہ الیہ

وہ شے جس کی طرف موضوع لہ کے تصور سے ذہن فوراً منتقل ہو جائے۔

---

[1] لزوم کی دو اقسام ہیں

۱ : لزوم خارجی ۲ : لزوم ذہنی

لزومِ خارجی ۔

ہر وہ نسبت جو لازم اور ملزوم کے درمیان اس طرح ہو کہ خارج میں ملزوم کا وجود لازم کے وجود سے جدا نہ ہو سکے جیسے آگ کے لیے حرارت

لزوم ذہنی

ہر وہ نسبت جو لازم اور ملزوم کے درمیان اس طرح ہو کہ ملزوم کا تصور لازم کے تصور سے جُدا نہ ہو سکے ۔

جیسے اربع کے لیے زوجیت

لزوم ذہنی کی اقسام

لزوم ذہنی کی دو اقسام ہیں ۔

لزوم ذہنی عقلی

جس میں لازم کے تصور کے بغیر ملزوم کا تصور عقلاً محال ہو جیسے عمیٰ کو بصر عقلاً لازم ہے کیونکہ عمیٰ کی تعریف ہے عدم البصر عما من شانہ ان یکون بصیرا

لزوم ذہنی عرفی جس میں لازم کے تصور کے بغیر ملزوم کا تصور اگرچہ عقلاً ممکن ہو مگر عرفاً محال ہو۔ مثلاً حاتم کے لیے سخاوت کا لزوم

(ہدایۃ المنطق : ۱۳)

سبق نمبر ۱۰

مُفرد اور مُرکب

لفظ موضوع کی دو قسمیں ہیں ۱: مفرد ۲: مرکب

مرکب

مرکب وہ لفظِ موضوع ہے جس کا جز معنی کے جز پر دلالت کرے اور وہ دلالت مقصود ہو، جیسے زیدٌ قائمٌ

یہاں زید کی دلالت ذات زید پر اور قائم کی دلالت زید کے قیام پر مقصود ہے۔

ف، تعریف سے معلوم ہو رہا ہے کہ مرکب کے لیے چار چیزوں کا ہونا ضروری ہے،

۱: لفظ کا جز ہو۔ ۲: معنی کا جز ہو

۳: لفظ کا جز معنی کے جز پر دلالت کرے

۴: یہ دلالت مقصود بھی ہو۔

مفرد

مُفرد وہ لفظِ موضوع جس کے جُز کی دلالت معنی کے جُز پر مقصود نہ ہو

درج ذیل چار صورتوں میں لفظ مفرد ہوگا۔

۱: لفظ کا جز نہ ہو مثلاً ہمزہ استفہام

۲: لفظ کا جز ہو مگر معنی کا جز نہ ہو جیسے اسم جلالت

۳: لفظ و معنی دونوں کے جز ہوں لیکن لفظ کا جز معنی کے جز پر دلالت

نہ کرے جیسے زید۔ ز سر پر، ی پیٹ پر اور د پاؤں پر دال نہیں

۴ : لفظ و معنیٰ دونوں کے جزء ہوں اور لفظ کا جزء معنی کے جزء پر دلالت بھی کرے لیکن یہ دلالت مقصود نہ ہو جیسے حیوانِ ناطق۔ (جب کسی آدمی کا نام رکھ لیا جائے)

سبق نمبر ۱۱

مُفرد کی تقسیم

مُفرد کی دو تقسیمیں ہیں۔

تقسیمِ اوّل تقسیم اوّل کے اعتبار سے مُفرد کی تین اقسام ہیں۔

۱: کلمہ ۲: اسم

۳: ادات

کلمہ : وہ مُفرد جو مستقل معنیٰ رکھتا ہو اور تین زمانوں میں سے اس میں کوئی زمانہ بھی پایا جائے۔ جیسے ضَرَبَ۔ یَضْرِبُ

اسم : اسم وہ مفرد ہے جو معنی مستقل پر دلالت کرے اور اسمیں کوئی زمانہ نہ پایا جائے۔ جیسے حجر۔ شجر

ادات : وہ مفرد ہے جو مستقل معنی پر دلالت ہی نہ کرے۔ جیسے مِنْ۔ اِلیٰ

فائدہ : منطق میں جو کلمہ ہے وہ نحو میں فعل ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ نحو میں جو فعل ہو وہ منطق میں کلمہ ہو مثلاً

مضارع متکلم و مخاطب ۔ اَضرِبُ ۔ تَضرِبُ ۔ نحو میں فعل ہیں۔
مگر منطق میں کلمہ نہیں۔

کیونکہ کلمہ مفرد کی اقسام میں سے ہے اور یہ الفاظ مفرد نہیں بلکہ مرکب ہیں کیونکہ ان میں لفظ کا جز معنی کے جز پر دلالت کرتا ہے جیسے اَضرِبُ میں ہمزہ متکلم پر ض ر ب معنی مصدری پر دلالت کرتا ہے۔

منطق میں جو اسم ہے وہ نحو میں بھی اسم ہے لیکن یہ لازم نہیں کہ نحو میں جو اسم ہو وہ منطق میں بھی اسم ہو۔ مثلاً اسمائے افعال نحو میں اسماء ہیں مگر منطق میں کلمات ہیں۔

نحو میں جو حرف ہے وہ منطق میں ضرور ادات ہے اور یہ ضروری نہیں کہ منطق میں جو ادات ہو وہ نحو میں حرف بھی ہو۔ مثلاً افعالِ ناقصہ نحو میں افعال ہیں منطق میں ادات ہیں۔

مُفرد کی تقسیم ثانی

مُفرد کی دوسری تقسیم کے لحاظ سے دو قسمیں ہیں۔

۱ : متحد المعنیٰ ۲ : متکثر المعنیٰ

۱ : متحد المعنیٰ

وہ مفرد ہوتا ہے جو ایک ہی معنی پہ دلالت کرے ۔ اسکی تین قسمیں ہیں

۱ : علَم ۲ : متواطی

۳ : مشکک

۱ : **علم** : وہ مفرد جس کا معنی ایک ہو اور واضع نے اسے ذاتِ معین پر دلالت کرنے کے لیے وضع کردیا ہو مثلاً بکر۔ خالد۔

ف : اسکو جزئی حقیقی بھی کہا جاتا ہے۔

۲ : **متواطی** : وہ مفرد ہے جسے واضع نے ایک ایسے معنی کلی کے لیے وضع کیا ہو جو اپنے تمام افراد پر برابر صادق آئے مثلاً انسان اسکو واضع نے ایک معنٰے حیوان ناطق کے لیے وضع کیا ہے جو کلی ہے اور اپنے تمام افراد خالد۔ بکر۔ رشید پر اس کا صدق برابر ہے

۳ : **مشکک** :۔ وہ مفرد جسے واضع نے ایک ایسے معنی کلی کے لیے وضع کیا ہو جو اپنے تمام افراد پر برابر صادق نہ ہو بلکہ بعض افراد پر پہلے اور بعض افراد پر بعد میں۔ مثلاً وجود (پایا جانا) کا صدق اللہ تعالیٰ پر پہلے اور باقی مخلوقات پر بعد میں ہوتا ہے اس کے علاوہ سیاہی۔ سفیدی۔ شیرینی۔ ترشی طول، عرض۔ اسکی مثالیں ہیں۔

سبق نمبر ۱۲

متکثر المعنی : وہ مفرد جس کے متعدد معانی ہوں اسکی چار اقسام ہیں۔

۱۔ مشترک ۲۔ منقول

۳۔ حقیقت ۴۔ مجاز

۱ : **مُشترک** وہ مفرد جسے واضع نے ابتداءً ہر ایک معنی کے لیے الگ الگ وضع کیا ہو مثلاً عَین۔ اس کے بہت سے معانی ہیں۔ آنکھ۔ چشمہ۔ زانو۔ سونا۔ ذات واضع نے ان تمام معانی کے لیے لفظ عین کو الگ الگ وضع کیا ہے

۲ :۔ **منقول** وہ مفرد جسے واضع نے ابتداءً ایک معنیٰ کے لیے وضع کیا ہو مگر اس کا استعمال کسی دوسرے معنی میں اتنا مشہور ہوگیا کہ پہلا معنی

موضوع متروک ہو گیا ہو۔ جیسے صلوٰۃ اسکی وضع دُعا کے لیے تھی۔ مگر شریعت نے نماز (ارکانِ مخصوصہ) کے لیے استعمال کیا۔

حقیقت و مجاز اگر لفظ دوسرے معنیٰ میں استعمال ہونے کے ساتھ ساتھ سابقہ معنی میں بھی مستعمل ہے تو جب وہ معنیٰ موضوع لہ میں استعمال ہوگا تو اسے حقیقت اور جب دوسرے معنی میں کسی قرینہ کی بنا پر استعمال ہوگا تو اسے مجاز کہیں گے۔ مثلاً اسد واضع نے اسکو شیر کے لیے وضع کیا تھا لیکن اسکا استعمال مردِ شجاع کے معنیٰ میں بھی ہوتا ہے مگر مشہور نہیں بلکہ قرینہ کے وقت یہ معنیٰ مراد ہوگا تو جب رأیت اسدًا یرمی کہو گے تو اس کا معنیٰ مردِ شجاع لیا جائے گا۔ کیونکہ یرمی قرینہ ہے۔

منقول کی ناقل کے اعتبار سے تقسیم

منقول کی ناقل کے اعتبار سے تین اقسام ہیں۔

۱: منقولِ شرعی ۲: منقولِ عرفی

۳: منقولِ اصطلاحی

ناقل: لفظ کو معنیٰ موضوع لہ سے دوسرے معنی کی طرف منتقل کرنے والے کو ناقل کہتے ہیں۔

۱: **منقولِ شرعی:** ہر وہ منقول جس کا ناقل شارع ہو مثلاً صوم اس کا معنیٰ مطلق امساک (رک جانا) تھا مگر شارع نے اسے صبح صادق سے لیکر غروب آفتاب تک کھانے پینے اور جماع سے رکنے کے معنیٰ میں استعمال کیا۔

۲: منقول عرفی: ہر وہ منقول جس کا ناقل عرف عام (عام لوگ) ہو۔ مثلاً دابۃ واضع نے اسے ہر زمین پر چلنے والے کے لیے وضع کیا تھا مگر عام لوگ اسے چارپائے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔

منقول اِصطلاحی: ہر وہ منقول جس کا ناقل عرف خاص مخصوص جماعت ہو مثلاً فعل اس کا اصلی معنی کام کرنے ہیں مگر نحاۃ کے نزدیک اس سے مراد وہ کلمہ ہے جو مستقل معنی پر دلالت کرے اور اس میں زمانہ بھی پایا جائے

سبق نمبر ۱۳

مُرکب کی تقسیم:

مرکب کی دو قسمیں ہیں

۱: مرکب تام ۲: مرکب ناقص

مُرکب تام: وہ مرکب ہوتا ہے جب اس کا قائل خاموش ہو تو سامع کو کوئی خبر یا طلب حاصل ہو جائے جیسے ذَهَبَ خَالِد

زید قائم۔ اِضرب۔ لاتضرب۔

۲- مرکب ناقص: وہ مرکب ہوتا ہے جب اس کا قائل خاموش ہو تو سامع کو کوئی خبر یا طلب حاصل نہ ہو جیسے احد عشر۔ فی الدار

مرکب تام کی قسمیں: مرکب تام کی دو قسمیں ہیں

۱۔ خبر ۲۔ انشاء

خبر: خبر وہ مرکب ہوتا ہے جس کے قائل کو سچا یا جھوٹا کہا جا سکے۔ جیسے جَاءَ خَالِدٌ۔

ف: خبر کا دوسرا نام قضیہ ہے اسکو نحاۃ جملہ خبریہ کہتے ہیں

انشاء: وہ مرکب ہوتا ہے جس کے قائل کو سچا یا جھوٹا نہ کہا جا سکے۔
مثلاً: اصدق - لا تکذب

مرکب ناقص کی قسمیں:

مرکب ناقص کی دو قسمیں ہیں۔
۱- تقییدی ۲: غیر تقییدی

۱- **تقییدی:** وہ مرکب ہوتا ہے جس میں ایک جز دوسرے کے لیے قید ہو مثلاً غلام زید۔ رجل عالم

۲- **مرکب غیر تقییدی:** وہ مرکب ہوتا ہے جس میں ایک جز دوسرے کی قید نہ ہو۔ مثلاً ثلثۃ عشر۔ فی المھد

سبق نمبر ۱۴

مفہوم کی تعریف: "ما حصل فی الذھن"

ہر وہ شے جو ذہن میں حاصل ہو اس کو مفہوم و معنیٰ کہتے ہیں۔
اسکی دو اقسام ہیں
۱: جزئی ۲: کلی

۱: جزئی کی تعریف

"ما یمتنع نفس تصورہ عن صدقہ علی کثیرین"

اس مفہوم کو کہتے ہیں جس کے صدق کو عقل کثیرین پر جائز تصور نہ کرے بلکہ اس کا صدق ایک ہی ذات پر ہو۔ مثلاً مفہوم زید۔ اسکو جزئی حقیقی کہتے ہیں۔

کلی کی تعریف:

مالا یمتنع نفس تصورہ عن صدقہ علی کثیرین

اس مفہوم کو کہتے ہیں، جس کے صدق کو عقل کثیرین پر جائز تصور کرے مثلاً مفہوم انسان۔

افراد و جزئیات کلی جن ذاتوں پر صادق آئے انہیں کلی کے افراد، جزئیات اور مصداقات کہا جاتا ہے مثلاً انسان خالد، بکر، رشید پر صادق آرہا ہے تو خالد وغیرہ انسان کے افراد ہیں۔

جزئی اضافی ہر وہ چیز جو کسی کلی کے تحت ہو خواہ وہ خود کلی نہ ہو جیسے زید یہ انسان کے تحت ہے یا خود بھی کلی ہو جیسے انسان یہ حیوان کے تحت ہے لہٰذا زید اور انسان کو جزئی اضافی کہیں گے۔

فائدہ:-

ماہیت: جس شے پر کسی شے کا وجود موقوف ہو، جیسے انسان کی حقیقت حیوان ناطق۔

عوارض:- جس شے پر کسی شے کا وجود موقوف نہ ہو، یعنی جن کے بغیر شے پائی جا سکے جیسے کالا ہونا۔ گورا ہونا۔

سبق نمبر ۱۵

کلّی کی اقسام

کلّی کی دو اقسام ہیں

۱: کلّی ذاتی ۲: کلی عرضی

کُلّی ذاتی: وہ کلی ہے جو اپنی جزئیات کی پوری حقیقت ہو یا حقیقت کا جُز ہو جیسے انسانؔ اپنے افراد، زید۔ عمر۔ بکر کی پوری حقیقت ہے اور حیوان اپنے افراد انسان۔ گھوڑے۔ شیر کی حقیقت کا جزُ ہے اور ناطق جو اپنے افراد زید بکر اور خالد وغیرہ کی حقیقت کا جُز ہے[ا]

کُلّی عرضیؔ وہ کلی ہے جو اپنی جزئیات کی نہ تو پوری حقیقت ہو اور نہ ہی حقیقت کا جُز ہو بلکہ حقیقت سے خارج ہو مثلاً ضاحک۔ انسان کے لیے نہ حقیقت ہے نہ حقیقت کا جزُ ہے۔ بلکہ حقیقت سے خارج ہے کیونکہ انسان کی حقیقت حیوانِ ناطق ہے۔

خارج میں وجودِ افراد کے اعتبار سے کلّی کی تقسیم

افراد کے خارج میں موجود ہونے اور نہ ہونے کے اعتبار سے کلی کی چھ اقسام ہیں

۱: ممتنع الافراد یعنی وہ کلی جس کا کوئی فرد خارج میں نہ پایا جائے مثلاً لا شئ، لاموجود

[ا] اور اگر جزُ اور مُشترک نہ ہو تو اُسے فصل کہتے ہیں اور اگر جز بھی ہو اور مشترک بھی تو اسے جنس کہتے ہیں۔

نوٹ: اگر کلی اپنے افراد کی حقیقت کی عین ہو تو اُسے نوع کہتے ہیں

۲ : وہ کلی جس کے فرد کا پایا جانا ممکن ہو مگر موجود نہیں مثلاً عُنقاء

۳ : وہ کلی جس کے باقی افراد کا خارج میں پایا جانا ممکن ہو مگر خارج میں صرف اس کا ایک فرد ہو۔ جیسے شمس

۴ : وہ کلی جس کا ایک فرد خارج میں موجود ہو اور دیگر افراد کا پایا جانا محال ہو مثلاً واجب الوجود۔

۵ : وہ کلی جس کے افراد خارج میں متعدد ہیں مگر متناہی ہوں۔ مثلاً کواکب سیارہ اُس کے سات فرد ہیں۔

۶ : وہ کلی جس کے افراد متعدد پائے جائیں لیکن غیر متناہی ہوں۔ مثلاً معلوماتِ باری تعالیٰ۔

سبق نمبر ۱۶

کلیاتِ خمسہ

کلیاتِ خمسہ درج ذیل ہیں

۱ : جنس ۲ : نوع ۳ : فصل

۴ : خاصہ ۵ : عرضِ عام

کُلّی ذاتی کی اقسام

اسکی تین اقسام ہیں۔

۱ : جنس ۲ : نوع ۳ : فصل

۱: **جنس** کلّی مقول علی کثیرین مختلفین بالحقائق فی جواب ما ھو۔

وہ کلی ذاتی جو مَا ھُوَ کے جواب میں واقع ہو اور ایسے کثیر افراد پر بولی جائے جن کی حقیقتیں مختلف ہوں۔ جیسے حیوان اس کے افراد انسان۔ بقر فرس ہیں اور ان میں سے ہر ایک کی حقیقت جُدا جُدا ہے انسان کی حقیقت حیوانِ ناطق اور فرس کی حقیقت حیوان صاہل ہے۔

۲: **نوع** کلی مقول علی کثیرین متفقین بالحقائق فی جواب ماھو

وہ کلی ذاتی جو مَا ھُوَ کے جواب میں واقع ہو اور ایسے کثیر افراد پر بولی جائے جن کی حقیقت ایک ہو۔ جیسے انسان اس کے افراد زید۔ بکر۔ عمرو کی حقیقت ایک ہی ہے۔

۳: **فصل** کلی مقول علی کثیرین متفقین بالحقائق فی جواب ای شیٔ ھُوَ فی ذاتہٖ

وہ کلی ذاتی ہے جو ایسے کثیر افراد پر بولی جائے جن کی حقیقت ایک ہو اور اَیُّ شَیٍٔ ھُوَ فِیْ ذَاتِہٖ کے جواب میں واقع ہو یعنی وہ اپنی ماہیت کے افراد کو دوسری ماہیات کے افراد سے ممتاز کر دے۔ جیسے ناطق انسان کے لیے فصل ہے کیونکہ یہ انسان کو غنم۔ فرس وغیرہ کے افراد سے ممتاز کرتا ہے

کُلّی عَرضی کی اقسامؔ

اس کی دو اقسام ہیں ۔

۱: خاصہ ۲ : عرضِ عام

۱: خاصہؔ ھو کلّی عرضی ما یحمل علی افراد تحت حقیقة واحدة

وہ کلی عرضی ہے جو ایسے افراد پر محمول ہو جن کی حقیقت ایک ہو

جیسے ضاحك یہ انسان کے افراد پر ہی صادق آتا ہے اور انسان کے افراد کی حقیقت سے خارج ہے ۔

۲: عرضِ عامؔ ھو کلی عرضی ما یحمل علی افراد تحت حقیقةٍ مختلفةٍ

وہ کلی عرضی ہوتی ہے جو ایسے افراد پر محمول ہو جن کی حقیقتیں مختلف ہوں ،

جیسے ماشی (چلنے والا)

کہ انسان ، غنم ، فرس کے افراد پر صادق آتا ہے اور ان کی حقیقتیں جُدا جدا ہیں ۔ اور ان تمام کی حقیقت سے خارج ہے ۔

سبق نمبر ۱۷

ماھُوَ اور ای شی ھو فِی ذاتہٖ کی اصطلاحیں

ماھو کے ساتھ ماہیت کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے خواہ وہ ماہیت مختصہ ہو یا حقیقتِ مشترکہ ہو۔

ماھو کے ساتھ سوال امرِ واحد سے ہو گا یا امورِ متعددہ سے اگر سوال امرِ واحد سے ہو تو پھر دو صورتیں ہیں وہ امرِ واحد جزئی حقیقی ہے یا نوع اگر امرِ واحد جزئی حقیقی ہے تو سوال ماہیت مختصہ کے بارے میں ہو گا اور جواب میں نوع آئے گی جیسے۔

زید ماھُوَ (زید کی حقیقتِ مختصہ کیا ہے) تو جواب میں الانسان آئیگا

اگر امرِ واحد کلی ہے تو سوال حقیقتِ تفصیلیہ کے بارے میں ہو گا اور جواب میں حدِ تام آئے گی جیسے الانسان ماھو (انسان کی حقیقتِ تفصیلیہ کیا ہے) تو جواب میں حیوانِ ناطق آئے گا۔

اگر سوال امورِ متعددہ سے ہو تو پھر دو صورتیں ہیں۔ ان امورِ متعددہ کی حقیقت ایک ہو گی یا مختلف اگر وہ امورِ متعددہ ایسے ہیں جن کی حقیقت ایک ہے تو جواب میں نوع آئے گی۔

زیدٌ و خالدٌ و بکرٌ ماھم تو جواب میں الانسان آئے گا۔

اور اگر وہ امورِ متعددہ ایسے ہیں جن کی حقیقت مختلف ہو تو جواب میں جنس آئے گی جیسے الانسان والفرس والغنم ماھم تو جواب میں حیوان آئے گا۔

نوٹ: ماھو کے جواب میں جو چیز محمول ہو گی وہ ذاتی ہو گی عرضی نہیں ہو سکتی

ای شئ ھو فی ذاتہ کی اصطلاح بھی مناطقہ کے نزدیک سوال کے لیے ہے لیکن جب اس کے ساتھ سوال کیا جاتا ہے تو سائل کی غرض یہ ہوتی ہے کہ وہ چیز بتاؤ جو اس کی حقیقت میں داخل ہو اور اسے تمام یا بعض اغیار سے ممتاز کردے لہذا اس کے جواب میں فصل واقع ہوگی۔

جیسے الانسان ای شئی ھو فی ذاتہ کے جواب میں ناطق اور الحیوان ای شئی ھو فی ذاتہ کے جواب میں حساس آئے گا۔

اگر کسی شے کے بارے میں ای شئی ھو فی عرضہ سے سوال کیا جائے تو سائل کی غرض یہ ہوگی کہ وہ چیز بتاؤ جو اس کی حقیقت سے خارج ہو اور اس کو تمام یا بعض اغیار سے ممتاز کردے لہذا اس کے جواب میں خاصہ آئے گا جیسے الانسان ای شئ ھو فی عرضہ کے جواب میں ضاحك یا کاتب اور الحیوان ای شئی ھو فی عرضہ کے جواب میں ماشی آئے گا۔

سبق نمبر ۱۸

جنس کی اقسام

جنس کی دو اقسام ہیں

۱ : جنسِ قریب   ۲ : جنسِ بعید

۱: **جنسِ قریب** وہ جنس ہے جو ماہیت اور مشارک ماہیت فی الجنس کے جواب میں محمول ہو مثلاً حیوان انسان کے لیے جنس قریب ہے۔ کیونکہ انسان کے ساتھ جو بھی حیوان ہونے میں شریک ہیں ان تمام کو

یا بعض کو انسان کے ساتھ ملا کر سوال کریں تو جواب میں حیوان ہی آئے گا۔
الانسان والفرس والبقر والغنم ماھو تو جواب میں حیوان آئے گا۔

۲: **جنسِ بعید**: وہ جنس ہے جو ماہیت اور ہر مشارکِ ماہیت فی الجنس کے جواب میں محمول نہ ہو (بلکہ ماہیت اور اس کے بعض مشارک کے جواب میں محمول ہو اور دوسرے بعض مشارک کے جواب میں نہ ہو۔ مثلاً جسم نامی۔ فرس اور شجر یہ دونوں جسم نامی ہونے میں انسان کے ساتھ شریک ہیں لیکن جب تم یہ سوال کرتے ہو کہ الانسان والشجر ما ھما تو جواب جسم نامی ہوتا ہے اسلیے کہ یہ دونوں میں تمام مشترک ہے اور جب یوں سوال کیا جائے کہ الانسان والفرس ما ھما تو جواب جسم نامی نہیں ہوتا کیونکہ یہ دونوں میں تمام مشترک نہیں بلکہ جواب میں حیوان آئے گا جو تمام مشترک ہے۔

فصل کی اقسام

فصل کی دو اقسام ہیں

۱ فصلِ قریب ۲ فصل بعید

۱: **فصلِ قریب**: وہ فصل ہوتی ہے جو اپنی حقیقت کے افراد کو جنس قریب کے مشارکات سے ممتاز کرے جیسے ناطق انسان کے لیے کہ ناطق انسان کو بقر۔ غنم وغیرہ سے ممتاز کرتا ہے جو کہ انسان کے ساتھ اسکی جنس قریب (حیوان) میں شامل ہیں۔

۲: **فصل بعید**: وہ فصل ہوتی ہے جو اپنی حقیقت کے افراد کو جنس بعید کے مشارکات سے ممتاز کرے۔

جیسے حساس انسان کے لیے کہ یہ انسان کو شجر وغیرہ سے ممتاز کرتا ہے جو کہ انسان کے ساتھ اس کی جنسِ بعید (جسم نامی) میں شامل ہیں ۔

سبق نمبر ۱۹

دو کلیوں کے درمیان نسبت

ہر دو کلیوں میں ان چار نسبتوں میں سے کسی ایک نسبت کا پایا جانا ضروری ہے

۱: تساوی ۲: تباین ۳: عموم و خصوص مطلق

۴: عموم و خصوص من وجہ

۱: تساوی: دو کلیوں میں سے اگر ایک کلی دوسری کلی کے ہر ہر فرد پر صادق آئے تو ان دو کلیوں کے درمیان نسبتِ تساوی ہوگی اور ان دو کلیوں کو متساویین کہیں گے جیسے ناطق اور انسان

۲: تباین: دو کلیوں میں سے اگر ایک کلی دوسری کلی کے کسی فرد پر اور دوسری بھی پہلی کلی کے کسی فرد پر صادق نہ آئے تو ان دو کلیوں کے درمیان نسبتِ تباین ہوگی جیسے فرس اور انسان

۳: عموم و خصوص مطلق: اگر ایک کلی دوسری کلی کے ہر ہر فرد پر صادق آئے لیکن دوسری کلی پہلی کلی کے ہر ہر فرد پر صادق نہ آئے تو ان دو کلیوں میں عموم و خصوص مطلق کی نسبت ہوگی جیسے حیوان اور انسان

۴: عموم و خصوص من وجہ: اگر ہر ایک کلی دوسری کلی کے بعض افراد پر صادق آئے تو ان دو کلیوں میں عموم و خصوص من وجہ کی نسبت ہوگی جیسے حیوان اور ابیض ۔

سبق نمبر ۲

معرِّف اور قول شارح کا بیان

معرِف ، ان تصورات معلومہ کو کہا جاتا ہے جن کو ترتیب دینے سے کوئی تصور مجہول حاصل ہو۔ جیسے ہمیں حیوان اور ناطق دو تصور معلوم ہوں تو ان کو ملانے سے انسان نامعلوم کی حقیقت معلوم ہوگی۔

توان امور معلومہ کو معرِف، تعریف اور قولِ شارح کہتے ہیں اور امر مجہول کو مُعَرَّف کہتے ہیں۔

معرِّف کی اقسام

اس کی دو اقسام ہیں۔

۱ : حد　　۲ : رسم

۱ : **حد** : اس معرَف کو کہتے ہیں جو فقط ذاتیات سے مرکب ہو جیسے انسان کے لیے حیوانِ ناطق۔

۲ : **رسم** : اس معرف کو کہتے ہیں جو فقط عرضیات یا ذاتی وعرضی دونوں سے مرکب ہو جیسے انسان کے لیے ماشی ضاحک اور انسان کے لیے حیوان ضاحک

حَد کی اقسام

حد کی دو اقسام ہیں۔

ا : حدِ تام ۲ : حدِ ناقص

ا : **حدِ تام** اس حد کو کہتے ہیں جو جنسِ قریب اور فصلِ قریب سے مرکب ہو جیسے حیوان ناطق (انسان کی تعریف ہیں)

۲ : **حدِ ناقص** اس حد کو کہتے ہیں جو جنس بعید اور فصل قریب سے مرکب ہو یا فقط فصل قریب پر مشتمل ہو۔
جیسے جسم ناطق یا ناطق (اِنسان کی تعریف ہیں)

رسم کی اَقسام

اس کی بھی دو اقسام ہیں۔

ا : رسمِ تام ۲ : رسمِ ناقص

ا : **رسمِ تام** : اُس رسم کو کہتے ہیں جو جنسِ قریب اور خاصہ سے مرکب ہو جیسے انسان کے لیے حیوان ضاحک !

۲ : **رسمِ ناقص** : اُس رسم کو کہتے ہیں جو جنسِ بعید اور خاصہ سے مرکب ہو یا فقط خاصہ پر مشتمل ہو جیسے جسم ضاحک ۔ ضاحک !

ان مذکورہ تعریفات کو تعریفِ حقیقی کہا جاتا ہے کیونکہ ان میں مجہول کی تحصیل ہے۔

تعریفِ لفظی : وہ تعریف ہوتی ہے جس میں کسی لفظ کا معنیٰ بتانا مقصود ہو مثلاً مشکل لفظ کا آسان لفظ کے ساتھ معنیٰ بیان کر دینا جیسے الغضنفر اسد السعدانۃ نبت

سبق نمبر ۲۱

حُجّت کی بحث!

تعریف: وہ تصدیقاتِ معلومہ جن کو ترتیب دینے سے امر مجہول حاصل ہو
جیسے العالم متغیر۔ کل متغیرٍ حادث سے العالم حادث امر مجہول حاصل ہوا۔
ان تصدیقات معلومہ کو حُجّت اور دلیل کہتے ہیں اور امر مجہول کو نتیجہ کہتے ہیں۔!

قضایا کا بیان! جس طرح معرف کلیات سے مرکب ہوتا ہے اس لیے پہلے کلیات کی بحث کی۔ اسی طرح حجت قضایا سے مرکب ہوتی ہے لہذا حجت سے پہلے قضایا کی بحث ضروری ہے۔

قضیہ کی تعریف! ھُوَ قولٌ یحتمِلُ الصدقَ والکذبَ!
قضیہ وہ قول ہے جو صدق وکذب کا احتمال رکھتا ہو
جیسے۔ زیدٌ قائمٌ مناطقہ کے نزدیک مرکب کو قول کہا جاتا ہے اور اگر مرکب لفظی ہوا تو قضیہ ملفوظہ اور اگر عقلی ہوا تو قضیہ معقولہ : مثلاً
زیدٌ قائمٌ قضیہ ملفوظہ ہے اور اس کا مفہوم جو ذہن میں حاصل ہوا وہ قضیہ معقولہ ہے۔

قضیہ کی اقسام!

اس کی دو اقسام ہیں!

۱ حملیہ ۲ : شرطیہ

قضیہ حملیہ کی تعریف

اس کی دو طرح تعریف کی جاتی ہے

۱ : وہ قضیہ جس کا انحلال دو مفردوں کی طرف یا ایک مفرد اور ایک مرکب کی طرف ہو جیسے زیدٌ قائمٌ ۔ زیدٌ قائمٌ ابوہ

۲ : وہ قضیہ جس میں محمول کا ثبوت موضوع کیلئے یا محمول کی موضوع سے نفی ہو۔

اجزاء قضیہ حملیہ کے نام

اس کے تین اجزاء ہوتے ہیں

۱ : محکوم علیہ اسے موضوع کہتے ہیں۔

۲ : محکوم بہٖ اسے محمول کہا جاتا ہے

۳ : دال علی النسبۃ۔ اس کو رابطہ کہا جاتا ہے۔ مثلاً زیدٌ ھُوَ قائمٌ میں زید موضوع ہے اور قائم محمول ہے اور ھُو رابطہ ہے

رابطہ کو اکثر حذف کر دیا جاتا ہے۔

ثنائیہ[ا] اگر رابطہ حذف کر دیا جائے تو ایسے قضیہ حملیہ کو ثنائیہ کہا جاتا ہے مثلاً زیدٌ قائمٌ

اگر رابطہ ذکر کر دیا جائے تو ایسے قضیہ کو ثلاثیہ کہا جاتا ہے

ثلاثیہ ! مثلاً زیدٌ ھُوَ قائمٌ

ا نسبت محکوم علیہ اور محکوم بہٖ کی محتاج ہونے کی وجہ سے غیر مستقل جزء ہے اس پر دلالت کیلئے کسی حرف کا ہونا ضروری تھا مگر عربی زبان میں ایسا کوئی حرف نہ تھا اس لیے اس کی جگہ عاریۃً ھُوَ کو لے لیا گیا حالانکہ یہ اسم ہے لیکن یہاں اس سے معنی حرفی مراد ہوگا۔

حملیہ موجبہ! جس حملیہ قضیہ میں ایک شئے کا دوسری کے لیے ثبوت ہو اسے حملیہ موجبہ کہتے ہیں مثلاً الانسان حیوان۔ یہاں حیوان کا انسان کے لیے ثبوت ہے۔

حملیہ سالبہ! جس قضیہ حملیہ میں ایک شئے کی دوسری سے نفی ہو اُسے حملیہ سالبہ کہتے ہیں مثلاً الانسان لیس بحجرٍ یہاں حجر کی انسان سے نفی ہے۔

سبق نمبر ۲۲

قضیہ حملیہ کی تقسیم

قضیہ حملیہ کی موضوع کے اعتبار سے چار اقسام ہیں!

۱: قضیہ شخصیہ و مخصوصہ ۲: قضیہ طبیعیہ

۳: قضیہ محصورہ ۴: قضیہ مہملہ

۱۔ **قضیہ شخصیہ!** وہ قضیہ حملیہ ہوتا ہے جس کا موضوع جزئی حقیقی یا شخص معین ہو جیسے محمد رسول اللہ۔ القرآن کتاب اللہ

۲: **قضیہ طبیعیہ** وہ قضیہ حملیہ ہوتا ہے جس کا موضوع کلی ہو اور محمول کا حکم نفسِ حقیقت پر ہو۔ افراد پہ نہ ہو جیسے الانسان نوع الحیوان جنس.

۳: **قضیہ محصورہ** وہ قضیہ حملیہ ہوتا ہے جس کا موضوع کلی ہو اور حکم کلی کے افراد پر ہو لیکن افراد کی مقدار (کلیت و جزئیت) بیان کر دی گئی ہو

کہ حکم موضوع کے بعض افراد کے لیے ثابت ہے یا تمام افراد کیلئے جیسے کل انسانٍ حیوانٌ

۴: **قضیہ مہملہ!** وہ قضیہ حملیہ ہوتا ہے جس کا موضوع کلی ہو اور حکم بھی افراد پر ہو لیکن افراد کی مقدار بیان نہ کی گئی ہو جیسے اَلْاِنْسَانُ کَاتِبٌ

محصوراتِ اربعہ! قضیہ محصورہ کی چار اقسام ہیں۔ ان کو محصورات اربعہ کہتے ہیں:

۱: موجبہ کلیہ
۲: موجبہ جزئیہ
۳: سالبہ کلیہ
۴: سالبہ جزئیہ

۱: **موجبہ کلیہ!** وہ قضیہ محصورہ ہوتا ہے۔ جس میں محمول کا ثبوت موضوع کے تمام افراد کے لیے ہو!
جیسے کُلُّ انسانٍ ذو جسمٍ!

۲: **موجبہ جزئیہ!** وہ قضیہ محصورہ ہوتا ہے جس میں محمول کا ثبوت موضوع کے بعض افراد کیلئے ہو جیسے بعض الحیوان انسانٌ

۳: **سالبہ کلیہ!** وہ قضیہ محصورہ ہوتا ہے جس میں محمول کی نفی موضوع کے تمام افراد سے ہو۔ جیسے لاشیٔ من الانسان بحجرٍ

۴: **سالبہ جزئیہ** وہ قضیہ محصورہ ہوتا ہے جس میں محمول کی نفی موضوع کے بعض افراد سے ہو۔ جیسے بعض الحیوان لیس بانسانٍ۔

سور ہر وہ لفظ جس سے افراد کی تعداد بیان کی جائے اسے سور[1] کہتے ہیں۔

---

[1] یہ سور البلد سے ماخوذ ہے جس کا معنی شہر کو احاطہ کرنے والی دیوار کے ہیں جس طرح دیوار شہر کا احاطہ کرتی ہے اسی طرح یہ لفظ بھی موضوع کے تمام یا بعض افراد کا احاطہ کرتا ہے اس لیے اسے سور کہا جاتا ہے۔

موجبہ کلیہ کا سور :

کل اور لام استغراق ہے کل انسان حیوان

موجبہ جزئیہ کا سور :

بعض اور واحد ہے بعض الانسان حیوان

سالبہ کلیہ کا سور :

لاشی ، لا واحد اور نکرۃ تحت النفی لاشی من الحجر بانسان

سالبہ جزئیہ کا سور :

لیس کل ، لیس بعض اور بعض لیس لیس بعض الحیوان بحمار

سبق نمبر ۲۳

قضیہ حملیہ موجبہ کی وجودِ موضوع کے لحاظ سے تقسیم

قضیہ موجبہ میں موضوع کا ہونا ضروری ہے اس لیے کہ موجبہ میں محمول کو موضوع کے لیے ثابت کیا جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ ایک شئے کا ثبوت دوسری کیلیے وجود مثبت لہ، پر موقوف ہوتا ہے۔

ہاں قضیہ سالبہ کیلئے وجودِ موضوع کا ہونا ضروری نہیں - مثلاً اگر زید کا وجود نہیں۔ تو تب بھی زید کو لیس بقائم کہا جا سکتا ہے اور اگر زید موجود ہے مگر کھڑا نہیں۔ تب بھی زید لیس بقائم درست ہے۔

وجودِ موضوع کے اعتبار سے قضیہ موجبہ کی تین اقسام ہیں۔

۱ : قضیہ خارجیہ وہ قضیہ ہوتا ہے جس کا موضوع خارج میں موجود ہو اور محمول کا ثبوت موضوع کیلئے اس کے خارج میں موجود ہونے

کی وجہ سے ہو۔ کل انسان ذو رأس واحد

۲: **قضیہ ذہنیہ** وہ قضیہ ہوتا ہے جس کا موضوع ذہن میں موجود ہو اور محمول کا موضوع کیلئے اس کے ذہن میں ہونے کی وجہ سے ہو۔

الانسان کلی

۳: **قضیہ حقیقیہ** وہ قضیہ ہوتا ہے جس میں محمول کا ثبوت موضوع کے موجود ہونے کے لحاظ سے ہو۔ خواہ وہ موضوع ذہن میں ہو یا خارج میں ہو۔

سبق نمبر ۲۴

حرف سلب کے لحاظ سے قضیہ حملیہ کی تقسیم

حرف سلب نفی کے معنیٰ کے لیے وضع کیا گیا ہے مگر کبھی معنیٰ نفی کے لیے نہیں آتا بلکہ قضیہ کا جزء بن کر استعمال ہوتا ہے۔

مثلاً یہ پانی کافی نہیں۔ یہ قضیہ سالبہ ہے کیونکہ یہاں حرف سلب نفی کے لیے آیا ہے اور یہ پانی ناکافی ہے قضیہ موجبہ ہے یہاں حرف سلب جزء ہے۔ جس حرف سلب کا معنیٰ باقی نہ رہا ہو اسے معدول کہا جاتا ہے کیونکہ اسے اپنے معنی سے پھیر لیا گیا ہوتا ہے

معدولہ

وہ قضیہ جس میں حرف سلب جزء ہو

معدولہ قضیہ کی تین قسمیں ہیں!

معدولۃ الموضوع وہ قضیہ ہے جس میں حرف سلب موضوع کا جز ہو
اللاحی جماد

معدولۃ المحمول وہ قضیہ ہے جس میں حرف سلب محمول کا جزء ہو
الجماد لاحی

معدولۃ الطرفین وہ قضیہ جس میں حرف سلب دونوں کا جز ہو
اللاحی لاعالم

نوٹ : ان تینوں میں سے معتبر قضیہ معدولۃ المحمول ہے
(توشیح التہذیب : ۷۶)

محصلہ وہ قضیہ جس میں حرف سلب جز نہ ہو (خواہ حرف سلب ہی نہ ہو یا حرف سلب ہو مگر جز نہ ہو) اسکو محصلہ کہتے ہیں۔
زید کاتب ، زید لیس بکاتب

فائدہ سالبہ محصلہ کو سالبہ بسیطہ بھی کہا جاتا ہے۔

سبق نمبر ۲۵

قضیہ شرطیہ وہ قضیہ ہوتا ہے جس کا انحلال دو قضیوں کی طرف ہو
۔ ان کانت الشمس طالعۃ فالنہار موجود

نوٹ : قضیہ شرطیہ تین اجزاء پر مشتمل ہوتا ہے۔

۱ : مقدم (جز اوّل)

۲ : تالی (جز ثانی)

۳ : رابطہ (نسبت)

قضیہ شرطیہ کی اقسام

قضیہ شرطیہ کی دو اقسام ہیں

۱ : متصلہ ۲ : منفصلہ

۱۔ متصلہ : وہ قضیہ شرطیہ ہوتا ہے جس میں مقدّم اور تالی کے درمیان اتصال ہو یا سلب اتصال ہو

۲۔ منفصلہ : وہ قضیہ شرطیہ ہوتا ہے جس میں مقدم اور تالی کے درمیان انفصال ہو یا سلب انفصال ہو

اِتّصال ایک نسبت کے ثابت ہوتے پر دوسری نسبت کو ثابت ماننا یا منفی ماننا۔

اتصال ایجابی کی مثال۔ اِن کان زید انسانا فھو حیوان

اتصال سلبی کی مثال ، لیس ان کانت الشمس طالعۃ فالیل موجود

اس کا ترجمہ یوں ہوگا۔

یہ غلط ہے کہ اگر آفتاب ہے تو رات موجود ہے پہلی صورت میں متصلہ موجبہ ہے۔ اور دوسری صورت میں متصلہ سالبہ ہے۔

انفصال دو نسبتوں کے درمیان منافات یا سلب منافات ہو۔ منافات کا معنی یہ ہے کہ مقدم و تالی کے درمیان جُدائی کی نفی

کی جائے۔ اس صورت میں قضیہ منفصلہ موجبہ ہوگا۔ مثلاً ھذا العدد اما زوج او فرد۔ یہ عدد زوج ہوگا یا فرد۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ ایک عدد زوج بھی ہو اور فرد بھی۔

عدم منافات کا معنیٰ یہ ہے کہ مقدم اور تالی کے درمیان جدائی کی نفی کی جائے اس صورت میں قضیہ منفصلہ سالبہ ہوگا مثلاً لیس ان یکون زید اسود او کا تباً اس کا ترجمہ یوں ہوگا۔ یہ غلط ہے کہ زید اسود ہے یا کاتب۔ کیونکہ یہ ہوسکتا ہے کہ زید اسود بھی ہو اور کاتب بھی یا نہ اسود ہو اور نہ ہی کاتب۔

ف: قضیہ منفصلہ میں حرفِ تردید کو اداۃ الانفصال اور قضیہ متصلہ میں حرفِ شرط کو اداۃِ اتصال کہا جاتا ہے۔

سبق نمبر ۲۶

شرطیہ متصلہ کی اقسام

اس کی دو اقسام ہیں۔

۱: لزومیہ ۲: اتفاقیہ

۱: لزومیہ: اس قضیہ متصلہ کو کہتے ہیں جس میں مقدم اور تالی کے درمیان اتصال کسی علاقہ کی بنا پر ہو۔ جیسے ان کانت الشمس طالعۃً فالنھار موجود

۲: اتفاقیہ: اس قضیہ متصلہ کو کہتے ہیں۔ جس میں مقدم اور تالی کے درمیان

اتصال کسی علاقہ کی بنا پر نہ ہو جیسے ان کان زید ناطقًا فالحمار ناھق ۔

نہق حمار اور نطقِ انسان میں لزوم نہیں بلکہ اتفاق ہے کیونکہ نہق اگرچہ حمار کو لازم ہے مگر نطقِ انسان کے لیے لازم نہیں ۔

علاقہ: وہ امر ہے جس کی وجہ سے مقدم و تالی کے درمیان لزوم پیدا ہو جائے علاقے چار طرح کے ہو سکتے ہیں ۔

۱ : مقدم تالی کی علت ہو جیسے کلما کانت الشمس طالعۃ کان النہار موجوداً

۲ : تالی مقدم کی علت ہو ۔ کلما کان النہار موجوداً کانت الشمس طالعۃ

۳ : مقدم و تالی دونوں کسی تیسری چیز کے معلول ہوں ۔ جیسے کان النہار موجوداً کان العالم مُضیئاً

یہاں وجود نہار اور اضاءتِ عالم دونوں کسی کے معلول ہیں ۔ اور ان کی علت طلوع شمس ہے ۔

۴ : مقدم اور تالی میں تضایف کا تعلق ہو ۔

تضایف کی تعریف: وہ دو چیزیں جن کا سمجھنا ایک دوسرے پر موقوف ہو ان کے درمیانی تعلق کو تضایف کہا جاتا ہے

مثلاً ان کان زید ابا خالد کان خالد ابنہ

البوۃ (باپ ہونا) اور بنوۃ (بیٹا ہونا) کے درمیان علاقہ تضایف ہے کیونکہ ہر ایک کا سمجھنا دوسرے پر موقوف ہے ۔

سبق نمبر ۲۷

شرطیہ منفصلہ کی تقسیم اوّل

اس کی دو اقسام ہیں۔

۱: عنادیہ ۲: اتفاقیہ

۱: عنادیہ وہ قضیہ منفصلہ ہوتا ہے۔ جس میں مقدم اور تالی کی ذات آپس میں جُدائی کا تقاضا کریں۔ جیسے ھذا العدد اما زوج او فرد

۲: اتفاقیہ وہ قضیہ منفصلہ ہوتا ہے جس میں مقدم اور تالی کے مابین جُدائی ذات کے اعتبار سے نہ ہو۔ بلکہ محض اتفاق کی وجہ سے ہو۔ جیسے زید کاتب او شاعر

شرطیہ منفصلہ کی تقسیمِ ثانی

اس کی تین اقسام

۱: حقیقیہ ۲۔ مانعۃ الخلو ۳۔ مانعۃ الجمع

۱: حقیقیہ وہ قضیہ منفصلہ ہوتا ہے۔ جس میں مقدم اور تالی دونوں کا نہ اجتماع ہو سکے نہ ارتفاع ہو سکے ھذا العدد اما زوج او فرد

۲: مانعۃ الجمع: وہ قضیہ منفصلہ ہوتا ہے جس میں مقدم اور تالی دونوں کا ارتفاع تو ہو سکے لیکن اجتماع نہ ہو سکے مثلاً ھذا الشیٔ اما شجر او حجر کہ یہ تو ممکن نہیں کہ ایک شے شجر و حجر دونوں ہو لیکن یہ ہو سکتا ہے کہ ان دونوں کے علاوہ ہو مثلاً انسان یا کتاب۔

۳ : مانعۃ الخلو: وہ قضیہ منفصلہ ہوتا ہے جس میں مقدم اور تالی دونوں کا ارتفاع نہ ہو سکے لیکن اجتماع ہو سکتا ہو۔ جیسے زیدٌ فی البحر اولا یغرقُ دونوں کا اجتماع اس طرح ہو سکتا ہے کہ زید سمندر میں ہو اور نہ ڈوبے مگر دونوں کا ارتفاع نہیں ہو سکتا۔ کہ زید سمندر میں نہ ہو اور ڈوب جائے

سبق نمبر ۲۸

تناقض کا بیان

قضایا کی بحث کے بعد ہم احکامِ قضایا ذکر کرتے ہیں۔ جو مندرجہ ذیل ہیں۔

۱: تناقض ۲: عکسِ مستوی
۳: عکسِ نقیض۔

تناقض کی تعریف: دو قضیوں کا کیفیت (ایجاب و سلب) میں اس طرح مختلف ہونا۔ کہ ایک کا صدق دوسرے کے کذب کو مستلزم ہو۔ مثلاً زید انسان۔ زید لیس بانسان۔

جن قضیوں میں تناقض ہوتا ہے ان میں سے ہر ایک کو دوسرے کی نقیض اور دونوں کو نقیضین کہتے ہیں۔

نوٹ: اجتماع نقیضین باطل ہے کہ زید بیٹھا بھی ہے اور نہیں بھی۔
ارتفاع نقیضین بھی باطل ہے کہ زید لکھ بھی رہا ہے اور نہیں بھی

شرائطِ تناقض اگر تناقض دو مخصوص قضیوں میں ہو تو آٹھ چیزوں میں وحدت شرط ہے۔ انہیں "وحداتِ ثمانیہ" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

ان وحدات ثمانیہ کو اشعار میں یوں بیان کیا گیا ہے۔

در تناقض ہشت وحدت شرط داں
وحدتِ موضوع و محمول و مکاں
وحدتِ شرط و اضافت جزو کل
قوت و فعل است در آخر زماں

۱: **وحدتِ موضوع** کہ دونوں قضیوں کا موضوع ایک ہو تو پھر تناقض ہوگا جیسے زید قائم۔ زید لیس بقائم اور اگر موضوع بدل گیا تو تناقض نہیں رہے گا جیسے۔

زید قائم   عمرو لیس بقائم

۲۔ **وحدتِ محمول** دونوں قضیوں کا محمول ایک ہو۔ تو پھر تناقض ہوگا ورنہ نہیں۔ جیسے زیدٌ قائمٌ۔ زیدٌ لیس بقائم (تناقض ہوگا)

زید قائم۔ زید لیس بقاعدٍ (تناقض نہیں ہوگا)

۳: **وحدتِ مکاں** دونوں قضیوں میں مکاں ایک ہو۔ زید قاعد فی المسجد۔ زید لیس بقاعدٍ فی المسجد (تناقض)

زید قاعد فی المسجد   زید لیس بقاعدٍ فی البیت (عدم تناقض)

۴: **وحدتِ زماں** دونوں کا زمانہ ایک ہو۔

زید نائم فی النہار — زید لیس بنائم فی النہار (تناقض)

زید نائم فی اللیل — زید لیس بنائم فی النہار (عدم تناقض)

۵: **وحدتِ قوّت و فعل** دونوں قضیے قوت و فعل میں برابر ہوں۔

زید کاتب بالقوۃ۔ — زید لیس بکاتب بالقوۃ۔ (تناقض)

زید کاتب بالقوۃ[1]۔ — زید لیس بکاتب بالفعل[2] (عدم تناقض)

۶: **وحدتِ شرط** دونوں قضیے شرط میں برابر ہوں

زید متحرک الاصابع حین ھو کاتب۔

زید لیس بمتحرک الاصابع حین ھو کاتب (تناقض)

زید متحرک الاصابع حین ھو کاتب۔

زید لیس بمتحرک الاصابع حین ھو لیس بکاتب

(عدم تناقض)

۷: **وحدتِ جزئیت و کلیت** دونوں قضیے جزئیت و کلیت میں برابر ہوں۔

الزنجی اسود ای کل جسمہٖ (حبشی کالا ہے یعنی اس کا سارا جسم کالا ہے۔)

---

[1] بالقوۃ کام کرنے کی صلاحیت ہو لیکن اس وقت نہ کرے

[2] بالفعل صلاحیت بھی ہو اور اس وقت کرے بھی

الزنجی لیس باسود ای لیس کل جسمہ باسود (حبشی کالا نہیں ہے یعنی اس کا سارا جسم کالا نہیں ہے) تو اس میں تناقض ہوگا۔

اور اگر کہا جائے۔

الزنجی اسود ای کل جسمہ اسود

حبشی کا رنگ کالا ہے یعنی اس کا سارا جسم کالا ہے)

الزنجی لیس باسود ای اسنانہ (حبشی کالا نہیں ہے یعنی اس کے دانت کالے نہیں) تو اس میں تناقض نہیں ہے۔

۸: **وحدتِ اضافت** دونوں قضیوں کی اضافت ایک ہو۔

زید اب عمرٍو - زید لیس ابا عمرٍو

(تناقض)

زید اب عمرو - زید لیس باب خالدٍ (عدم تناقض)

سبق نمبر ۲۸

محصوراتِ اربعہ میں تناقض

ان میں تناقض کے لیے وحداتِ ثمانیہ کے ساتھ یہ شرط بھی ہے کہ اگر ایک قضیہ کلیہ ہو تو دوسرے کا جزئیہ ہونا ضروری ہے

۱: موجبہ کلیہ کی نقیض سالبہ جزئیہ ہوگی

کل انسانٍ حی　　　　بعض الانسان لیس بحیٍ

۲: موجبہ جزئیہ کی نقیض سالبہ کلیہ ہوگی

بعض الانسان حیوان　　　　لاشیٔ من الانسان بحیوانٍ

۳ : سالبہ کلیہ کی نقیض موجبہ جزئیہ ہوگی

لا شیٔ من الانسان بحجر — بعض الانسان حجر

۴ : سالبہ جزئیہ کی نقیض موجبہ کلیہ ہوگی۔

بعض الحیوان لیس بانسان — کل حیوان انسان

نوٹ : اس شرط زائد کی وجہ یہ ہے کہ تناقض میں ایک قضیہ سچا اور ایک جھوٹا ہوتا ہے اور اگر یہ شرط نہ ہو تو دونوں قضیے بعض اوقات سچے اور بعض اوقات جھوٹے ہو سکتے ہیں۔ جیسے ۔

کل حیوان انسان — لا شیٔ من الحیوان بانسان

(جھوٹے)

بعض الحیوان انسان — بعض الحیوان لیس بانسان

(سچے)

سبق نمبر ۲۹

عکسِ مستوی

تعریف : تبدیل طرفی القضیۃ مع بقاء الصدق والکذب ۔

قضیے کی دونوں طرفوں کو اس طرح بدل دینا کہ صدق وکذب باقی رہے یعنی اس طرح موضوع کو محمول اور محمول کو موضوع کر دینا کہ پہلا سالبہ ہو تو دوسرا بھی سالبہ ہی رہے ۔

پہلا موجبہ ہے تو دوسرا بھی موجبہ ہی رہے

ف : اس عکس کو عکس مستقیم بھی کہتے ہیں۔

۱ : موجبہ کلیہ کا عکس مستوی موجبہ جزئیہ آتا ہے جیسے

کل انسان حیوان ۔ بعض الحیوان انسان

۲ : موجبہ جزئیہ کا موجبہ جزئیہ ہی آتا ہے

جیسے : بعض الحیوان انسان بعض الانسان حیوان

۳ : سالبہ کلیہ کا عکس مستوی سالبہ کلیہ ہی آتا ہے جیسے

لا شئ من الانسان بحجرٍ ۔ لا شئ من الحجر بانسانٍ

۴ : سالبہ جزئیہ کا عکس مستوی نہیں آتا ۔

کیونکہ اس صورت میں ایک قضیہ جھوٹا ہو جاتا ہے جیسے

بعض الحیوان لیس بانسانٍ (سچا)

بعض الانسان لیس بحیوان (جھوٹا)

عکسِ نقیض

تعریف : قضیہ کی دونوں طرفوں کی نقیضوں کو اس طرح بدل دینا کہ صدق وکیف باقی رہے ۔

دونوں کی نقیضوں کو بدل دینے سے مراد یہ ہے کہ اگر قضیہ حملیہ ہو تو نقیضِ موضوع کو محمول اور نقیضِ محمول کو موضوع بنا دیا جائے ۔ اور اگر قضیہ شرطیہ ہو تو نقیضِ مقدم کو تالی اور نقیضِ تالی کو مقدم کر دیا جائے ۔

صدق کے باقی رہنے سے مراد یہ ہے کہ پہلے قضیہ سچا تھا تو اب بھی سچا ہو کیف سے مراد یہ ہے کہ اگر پہلے موجبہ تھا تو اب بھی موجبہ اور اگر پہلے سالبہ تھا تو اب بھی سالبہ ہی ہو ۔

۱ : موجبہ کلیہ کا عکسِ نقیض موجبہ کلیہ ہے

کل انسان حیوان : اس کا عکسِ نقیض کل لا حیوان لا انسان ہوگا

۲ : موجبہ جزئیہ کا عکس نقیض نہیں آتا۔

۳ : موجبہ جزئیہ کا عکس نقیض سالبہ جزئیہ آتا ہے

لا شئ من الانسان بحجر بعض اللاحجر لیس باانسان

۴ : سالبہ جزئیہ کا عکس نقیض سالبہ جزئیہ ہی ہے

بعض الانسان لیس بحجر بعض اللاحجر لیس بلاانسان

سبق نمبر ۳۰

حُجّت کی اقسام

حجت کی تین اقسام ہیں

۱ : قیاس ۲ : استقراء ۳ : تمثیل

ف : ان تینوں میں افضل قیاس ہے اور یہی منطق کا مقصودِ اعظم ہے

قیاس هو قول مؤلّف من قضایا یلزم عنها قول آخر بعد تسلیم تلک القضایا۔

وہ قولِ مرکب ہے جو ایسے قضایا سے مل کر بنے جن کو تسلیم کرنے سے ایک اور قضیہ ماننا پڑے۔

جیسے العالم متغیر کل متغیر حادث ۔ تو ان کے ماننے سے ایک اور قضیہ ماننا پڑے گا العالم حادث ۔

قیاس کا بیان

قیاس کی اقسام

قیاس کی دو اقسام ہیں

۱: قیاس اقترانی ۲: قیاس استثنائی۔

۱: قیاسِ اقترانی: وہ قیاس ہوتا ہے جس میں نتیجہ صرف اپنے مادہ کے اعتبار سے موجود ہو۔

مثلاً: کل جسم مؤلف، کل مؤلف حادث۔

اس کا نتیجہ کل جسم حادث ہے یہاں جسم اور حادث دونوں قیاس میں موجود ہیں مگر اجتماعی طور پر نہیں

نوٹ: قیاس استثنائی میں حرفِ استثنائی یعنی لکن وغیرہ آتا ہے اس لیے اسکا نام استثنائی اور قیاس اقترانی میں اصغر و اکبر اور حدِ اوسط کا اقتران ہوتا ہے اس لیے اقترانی کہا جاتا ہے۔

قیاس اقترانی کی دو قسمیں ہیں

۱: قیاس اقترانی حملی ۲: قیاس اقترانی شرطی

۱: قیاس حملی: وہ قیاس ہوتا ہے جو حملیہ قضایا سے مرکب ہو۔

۲: قیاس شرطی: وہ قیاس ہوتا ہے جو صرف حملیات سے مرکب نہ ہو بلکہ یا تو دونوں قضایا شرطیہ ہوں یا ایک حملیہ اور ایک شرطیہ۔

مقدمہ قیاس: قیاس حملی جن قضیوں سے مرکب ہوتا ہے ان میں سے ہر قضیہ کو مقدمہِ قیاس کہا جاتا ہے

نتیجہ قیاس: وہ قول جو قیاس سے لازم آتا ہے اسے استدلال سے پہلے مطلوب، استدلال کے وقت مدعا اور استدلال کے بعد نتیجہ کہا جاتا ہے۔

اصغر: نتیجہ کے موضوع کو اصغر کہا جاتا ہے۔

اکبر: نتیجہ کے محمول کو اکبر کہا جاتا ہے۔

صُغریٰ: جو مقدمہ قیاس اصغر پر مشتمل ہو اس کو صغریٰ کہتے ہیں۔

کبریٰ: جو مقدمہ قیاس اکبر پر مشتمل ہو گا اسے کبریٰ کہتے ہیں۔

حدِ اوسط: ہر وہ جز جو قیاس میں تکرار کے ساتھ آئے اُسے حد اوسط کہتے ہیں۔

قرینہ، ضرب: صُغریٰ کو کبریٰ کے ساتھ ملانا قرینہ اور ضرب کہلاتا ہے۔

شکل: اصغر اور اکبر کے ساتھ حد اوسط لاحق ہونے سے جو حالت حاصل ہوتی ہے اسے شکل کہا جاتا ہے۔

اشکال اربعہ

صغریٰ و کبریٰ میں حد اوسط کس کا موضوع ہے اور کس کا محمول اس لحاظ سے قیاس اقترانی حملی کی چار صورتیں ہیں۔ جن کو اشکالِ اربعہ کہا جاتا ہے۔

وجہ حصر: اگر حدِ اوسط صغریٰ میں محمول اور کبریٰ میں موضوع ہوتو یہ شکل اوّل کہلائے گی۔

جیسے: العالم متغیر کل متغیر حادث۔ العالم حادث

اگر صُغریٰ وکُبریٰ دونوں میں حدِ اوسط محمول ہوتو یہ شکل ثانی کہلائے گی

جیسے: کل انسان حیوان لاشئ من الحجر بحیوان
لاشئ من الانسان بحجر

اگر صُغریٰ وکبریٰ دونوں میں حدِ اوسط موضوع ہوتو اسے شکل ثالث کہیں گے۔ جیسے

کل انسان حیوان بعض الانسان کاتب
بعض الحیوان کاتب

اگر حدِ اوسط صُغریٰ میں موضوع اور کُبریٰ میں محمول ہوتو یہ شکل رابع کہلائے گی۔ جیسے کل انسان حیوان بعض الکاتب انسان بعض الحیوان کاتب

نتیجہ نکالنے کے اصُول

۱: حدِ اوسط کو گرادیں گے

۲: صغرٰے وکُبرٰے میں سے جو ارذل (کمزور) ہوگا وہ نتیجہ آئے گا۔

I اگر ایک سالبہ اور دوسرا موجبہ ہوتو نتیجہ سالبہ آئے گا۔

II اگر ایک کلیہ ہو اور دوسرا جزئیہ ہوتو نتیجہ جزئیہ آئے گا۔

۳ اگر دونوں موجبہ ہوں تو نتیجہ موجبہ آئے گا

۴ اگر دونوں کلیہ ہوتو نتیجہ کبھی کلیہ اور کبھی جزئیہ آئے گا۔

شکل اوّل کی خصوصیات

۱ : اس کا نتیجہ بدیہی ہوتا ہے

۲ : موجبہ کلیہ اسی کا نتیجہ آتا ہے۔

۳ : محصوراتِ اربعہ بھی اسی کا نتیجہ ہیں

نتیجہ دینے کے شرائط ، ایجاب صغریٰ۔ کلیتہ کبریٰ

عقلی احتمالات تمام اشکال سولہ ۱۶ ضروب کا احتمال رکھتی ہیں۔

شکلِ اوّل کی نتیجہ خیز ضروب

شکل اوّل میں مذکورہ دو شرائط کی وجہ سے چار ضروب نتیجہ خیز ہیں

	صغریٰ	کبریٰ	نتیجہ
۱	موجبہ کلیہ	موجبہ کلیہ	موجبہ کلیہ
	کل انسان حیوان	کل حیوان ذو جسم	کل انسان ذو جسم
۲	موجبہ کلیہ	سالبہ کلیہ	سالبہ کلیہ
	کل انسان حیوان	لاشی من الحیوان بحجر	لاشی من الانسان بحجر
۳	موجبہ جزئیہ	موجبہ کلیہ	موجبہ جزئیہ
	بعض الحیوان انسان	کل انسان ناطق	بعض الحیوان ناطق
۴	موجبہ جزئیہ	سالبہ کلیہ	سالبہ جزئیہ
	بعض الحیوان انسان	لاشیٔ من الانسان بصاہل	بعض الحیوان لیس بصاہل

شکلِ ثانی شکل ثانی کے نتیجہ دینے کی شرائط دو ہیں

۱ : دونوں مقدموں کا ایجاب وسلب میں مختلف ہونا۔

۲ : کلیت کبریٰ

اس کی بھی چار ضروب نتیجہ خیز ہیں۔

شکلِ ثالث شکل ثالث کے نتیجے دینے کی دو شرائط ہیں۔

۱ : ایجاب صغریٰ

۲ : کلیت احدیٰ المقدمتین

اس کی چھ ضروب منتج ہیں۔

شکلِ رابع شکل رابع کے نتیجے کی شرط احد الامرین ہے

۱ : ایجاب المقدمتین مع کلیت صغریٰ

۲ : اختلاف المقدمتین فی الکیف مع کلیت احدھما

ان شرائط کے پیش نظر اس کی آٹھ ضروب منتج ہیں۔

۲ : قیاس استثنائی اگر قیاس کے اندر نتیجہ یا نقیض نتیجہ بعینہٖ موجود ہوں

تو ایسے قیاس کو قیاس استثنائی کہتے ہیں۔ جیسے

ان کان زیدٌ حمارًا کان ناھقًا لکنہ لیس بناھق

فھو لیس بحمارٍ (نقیض نتیجہ)

ان کان زید انسانا کان حیوانا لکن زیدًا انسان فھو

حیوان (نتیجہ)

قیاس استثنائی کا نتیجہ

عقلی طور پر استثنائی میں چار چار صورتیں ہیں مگر بعض میں دو اور بعض میں چار نتیجے ہیں

۱ : اگر قیاس استثنائی کا پہلا قضیہ شرطیہ متصلہ ہے تو اب نتیجہ خیز دو صورتیں ہونگی

(آ) استثناء عین مقدم نتیجہ عین تالی جیسے ان کانت الشمس طالعۃ فالنہار موجود لکن الشمس طالعۃ فالنہار موجود

(اا) استثناء نقیض تالی نتیجہ نقیض مقدم

ان کانت الشمس طالعۃ فالنہار موجود لکن النہار لیس بموجود فالشمس لیست بطالعۃ

۲ : اگر قیاس استثنائی کا پہلا قضیہ شرطیہ منفصلہ ہو تو اس میں تین صورتیں ہیں

۱ : شرطیہ منفصلہ حقیقیہ ۲ : شرطیہ منفصلہ مانعۃ الجمع

۳ : شرطیہ منفصلہ مانعۃ الخلو

اگر شرطیہ منفصلہ حقیقیہ ہے تو چاروں صورتیں نتیجہ خیز ہوں گی۔

مقدم و تالی میں سے ہر ایک کا عین دوسرے کی نقیض کا اور ہر ایک کی نقیض دوسرے کی عین کا نتیجہ دے گی۔

دائماً تکون ھذا العدد اما زوج او فرد لکنہ زوج فلیس بفرد، لکنہ فرد فلیس بزوج، لکنہ لیس بزوج فھو فرد، لکنہ لیس بفرد فھو زوج

۳ - اگر پہلا قضیہ شرطیہ منفصلہ مانعۃ الجمع ہے تو نتیجہ کی دو صورتیں ہوں گی۔

(۱) استثناء عین مقدم نتیجہ نقیض تالی

دائماً اما ان یکون ھذا الشیء شجراً او حجراً لکنہ شجر فلیس بحجر

(ii) استثناء عین تالی نتیجہ نقیض مقدم

دائماً اما ان یکون ھذا الشیٔ شجراً او حجراً لکنہ حجر فلیس بشجر۔

۴ اگر پہلا قضیہ شرطیہ منفصلہ مانعۃ الخلو ہے تو بھی دو ہی صورتیں نتیجہ خیز ہوں گی۔

(i) استثناء نقیض مقدم نتیجہ عین تالی۔

دائما اما ان یکون ھذا الشیٔ لا شجر ولا حجر لکنہ لیس بلا شجر فھو لا حجر

(ii) استثناء نقیض تالی نتیجہ عین مقدم

دائماً اما یکون ھذا الشیٔ لا شجراً او لا حجراً لکنہ لیس بلا حجر فھو لا شجر۔

۲: استقراء ھو الحکم علی کلّی بتتبع اکثر الجزئیات

وہ حکم جو کسی کلّی پر اسکی اکثر جزئیات کو تلاش کرنے کے بعد لگایا جاتا ہے اسے استقراء کہتے ہیں جیسے

کل حیوان یحرّک فکہ الاسفل عند المضغ

(ہر حیوان جھگالی کے وقت نیچے والے جبڑے کو حرکت دیتا ہے)

حالانکہ مگرمچھ وغیرہ اوپر والے جبڑے کو حرکت دیتے ہیں لیکن اکثر حیوان نیچے والے جبڑے کو حرکت دیتے ہیں اس لیے اکثر جزئیات کو دیکھ کر کلّی یہ حکم لگایا جاتا ہے۔

فائدہ : یہ یقین کا نہیں بلکہ ظنِ غالب کا فائدہ دیتا ہے

۳ : تمثیل : ھو اثبات حکم فی جزئی لوجودہ فی جزئی آخر لمعنی جامع مشترک بینھما

علت مشترکہ کی بنا پر ایک جزئی کے حکم کو دوسری جزئی کے لیے ثابت کرنا تمثیل ہے۔

جیسے :۔ شراب حرام ہے۔ ہم نے اسکی علت تلاش کی۔ معلوم ہوا کہ اس کے حرام ہونے کی علت نشہ ہے اب یہ علت جس جس چیز میں پائی جائے گی۔ اس پر حرام ہونے کا حکم لگائیں گے۔

جیسے : بھنگ چرس وغیرہ میں بھی نشہ ہوتا ہے لہذا اس پر بھی حرمت کا حکم ہوگا۔

تمثیل میں چار چیزیں ہوتی ہیں۔

۱	مقیس علیہ یا اصل	شراب
۲	حکم	حرام ہونا
۳	علت	نشہ
۴	مقیس یا فرع	بھنگ یا چرس

اور اصل کا حکم فرع کیلیے علتِ مشترکہ کی بنا پر ثابت کرنا تمثیل کہلاتا ہے۔

ف : اصولین کے ہاں تمثیل کو قیاس سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

سبق نمبر ۳۱

صناعاتِ خمسہ

یہ جاننا چاہیئے کہ ہر قیاس کیلئے دو چیزیں ضروری ہوتی ہیں۔

۱ : صورت ۲ مادہ

صورتِ قیاس مقدمات کو ترتیب دینے سے جو ہیئت حاصل ہوتی ہے اسے صورتِ قیاس کہتے ہیں۔ جس کی بحث گزر چکی ہے۔

مادۂ قیاس اس سے مراد مقدماتِ قیاس ہیں۔

مادہ کے اعتبار سے اقسام مادہ کے اعتبار سے قیاس کی پانچ قسمیں ہیں ان کو صناعاتِ خمسہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

۱ : قیاس برھانی ۲ : قیاس جدلی ۳ : قیاسِ خطابی

۴ : قیاسِ شعری ۵ : قیاس سفسطی

ف : ان الفاظ کو بحذف یائے نسبت یعنی برہان، جدل، خطابہ، شعر سفسط بھی کہتے ہیں۔

۱ **قیاسِ بُرھانی** وہ قیاس ہوتا ہے جو ایسے مقدمات سے مرکب ہو جو یقینی ہوں خواہ بدیہیہ ہوں یا نظریہ۔ جیسے محمدٌ رسول اللہ ﷺ۔ کل رسول اللہ واجب الطاعۃ۔ محمدٌ صلے اللہ علیہ وسلم واجب الطاعۃ۔

یقینیات کی دو قسمیں ہیں۔

۱ : بدیہیات : ان کو اصولِ یقینیات کہتے ہیں۔

۲ : ایسے نظریات جو بدیہیات سے بلا واسطہ یا بواسطہ حاصل ہوں ان کو فروغِ یقینیات کہتے ہیں۔

اصولِ یقینیات کی چھ اقسام ہیں۔

۱ : اولیات ۲ : فطریات ۳ حدسیات

۴ : مشاہدات ۵ : تجربیات ۶ متواترات

۱ : اوّلیات

ان قضایا بدیہیہ کو کہتے ہیں جن کے ذہن میں آنے سے ہی عقل ان کو تسلیم کر لے اور کسی دلیل کی ضرورت نہ پڑے یعنی قضایا کے اطراف اور نسبت کا تصور ہی کافی ہو۔ مثلاً

الکل اعظم من الجزء

۲۔ فطریات

ان قضایا بدیہیہ کو کہتے ہیں جن کے ذہن میں آنے کے ساتھ ہی ان کی دلیل بھی ذہن میں آئے۔ جیسے الاربعۃ زوج یہ قضیہ سنتے ہی دلیل بھی ذہن میں آجاتی ہے کہ الاربعۃ منقسم بمتساویین (چار مساوی تقسیم ہونے والا ہے) و کل منقسم بمتساویین فہو زوج (اور ہر وہ چیز جو برابر برابر تقسیم ہونے والی ہو وہ زوج ہوتی ہے

۳ : حدسیات

ان قضایا بدیہیہ کو کہتے ہیں۔ جن پر یقین کے لیے حدس بھی درکار ہو۔
ف : حدس کی تعریف۔ مبادی مرتبہ کا ذہن پر دفعۃً منکشف ہونا حدس کہلاتا ہے۔ مثلاً ادراک الاصوات بالسامعۃ ادراک الالوان والاشکال بالباصرۃ

۴ : مشاہدات

ان قضایا بدیہیہ کو کہتے ہیں جن پر یقین کرنے کے لیے حس ظاہر یا حس باطن کا واسطہ بھی درکار ہو۔ اگر حس ظاہر کا واسطہ درکار ہو تو ان کا نام حسیات ہے جیسے۔ النار محرقۃ الیاقوت احمر، الورد طیب الرائحۃ
اور اگر حس باطن کا واسطہ درکار ہو تو ان کا نام وجدانیات ہے۔

انا جائع وانا عطشان، انا مسرور

ف ، حس ظاہر سے حواس خمسہ ظاہری مراد ہیں۔ باصرہ، سامعہ، شامہ، ذائقہ، لامسہ ان کا ذکر پیچھے ہو چکا ہے۔ حس باطن سے مراد حواس خمسہ باطنی ہیں۔
حس مشترک، خیال، وہم، حافظہ، قوّت متصرفہ

۵ : تجربیات

وہ قضایا بدیہیہ ہوتے ہیں۔ جن پر یقین کے لیے کثرت تجربہ بھی درکار ہو۔ جیسے گل بنفشہ کو ہم نے کئی بار آزمایا ہے کہ یہ زکام کی حالت میں مُفید ہے۔ تو ہم کلی طور پر یہ کہتے ہیں کہ بنفشہ زکام کے لیے مُفید ہے۔

۶ : **متواترات** وہ قضایا بدیہیہ ہوتے ہیں ۔ جن پر یقین کے لیے اتنے لوگوں کی روایت درکار ہو کہ ان کا جھوٹ پر متفق ہونا عقل محال سمجھے جیسے مدینۂ منورہ موجود ہے ۔

فائدہ: اولیات وفطریات تو عموماً ہر شخص کے حق میں یقینی ہیں ۔ ان کے علاوہ باقی چار اقسام صرف اس شخص کے حق میں یقینی ہیں ۔ جن کو خود ان کا مشاہدہ ، حدس یا تواتر یا تجربہ حاصل ہو چکا ہو ۔ مثلاً جس شخص نے یاقوت دیکھا ہی نہیں ۔ یا گلاب سونگھا ہی نہیں ۔ اس کے حق میں الیاقوت احمر، الورد طیب الرائحۃ یقینی نہ ہوگا ۔

دلیل لِمّی اور اِنّی کا بیان

حد اوسط کے لحاظ سے قیاسِ برہانی کی دو قسمیں ہیں ۔ ۱ : لمی ۲ : انی

برہانِ لمی : جس طرح حد اوسط ذہن میں نسبتِ حکمیہ کی علت ہے اسی طرح واقعہ میں بھی اس کی علت ہو ۔ مثلاً العالم ممکن ، کل ممکن لہٗ موجد فالعالم لہٗ موجد ۔ یہاں ممکن حد اوسط ہے ۔ یہ جس طرح ذہن میں العالم لہٗ موجد کی علت ہے اسی طرح واقع میں بھی اس کی علت ہے کیونکہ شے اپنے امکان کی وجہ سے ہی موجد کی محتاج ہوتی ہے

برہانِ انی حد اوسط ذہن میں حکم کی علت ہو مگر واقع میں اس کی علت نہ ہو مثلاً ھذا سریع النبض کل سریع النبض حار المزاج ۔ ھذا حار المزاج ۔ یہاں سریع النبض ہذا حار المزاج کے حکم کی علت ذہن میں ہے نہ کہ واقع میں کیونکہ واقع میں سرعت نبض حرارت مزاج کی معلول ہے نہ کہ علت ۔

سبق نمبر ۳۲

۲- قیاسِ جدلی : وہ قیاس ہوتا ہے جو ایسے مقدمات سے مرکب ہو جو مشہور ہوں یا کسی فریق کے ہاں مسلّم ہوں۔ (خواہ وہ غلط ہوں یا صحیح)

مشہورات : وہ قضایا (سچے یا جھوٹے) ہوتے ہیں جن پر اعتقاد کا سبب صرف عامۂ خلق یا کسی جماعت خاص کی اتفاقِ رائے ہو۔ مثلاً العدل حسن، الظلم قبیح (ان پر عامۂ خلق کا اتفاق ہے) ذبح الحیوان قبیح (اس پر قوم ہنود کا اتفاق ہے)

۳- قیاسِ خطابی : وہ قیاس ہوتا ہے جو مقبولات و مظنونات سے مرکب ہو (اس کے استعمال کرنے والے کو خطیب اور واعظ کہتے ہیں۔)

مقبولات : وہ قضایا (صحیح یا غلط) ہوتے ہیں جن پر اعتقاد کا سبب صرف ان کے قائلین کے ساتھ علم و تحقیق، زہد و ریاضت وغیرہ کا حسنِ ظن ہو جیسے علماء یا حکماء کے اقوال

مظنونات : وہ قضایا ہوتے ہیں جن کو اس طرح باور کرلیں کہ جانب مخالف کا بھی احتمال باقی رہے۔ مثلاً زراعت نفع بخش چیز ہے۔ ہر وہ شئی جو نفع بخش ہو اسے اختیار کرنا چاہیئے۔ پس تجارت قابلِ اختیار ہے۔

فائدہ : قیاس خطابی سے مقصود ایسے اعمال کی نشاندہی ہوتی ہے جو انسان کے لیے دنیا و آخرت میں نافع یا مضر ہوں۔ تاکہ نافع کو حاصل کیا جائے اور مضر سے احتراز کیا جائے۔

۴۔ قیاسِ شعری: وہ قیاس ہوتا ہے جو مخیلات سے مرکب ہو۔ مخیلات۔ وہ قضایا (صحیح یا غلط) ہوتے ہیں جن کے ذہن میں آنے سے نفس کو رغبت یا نفرت پیدا ہو۔ مثلاً زید چاند ہے اور چاند روشن ہے۔ پس زید روشن ہے۔

فائدہ: قیاسِ شعری سے مقصود نفس میں ترغیب و ترہیب پیدا کرنا ہوتا ہے۔

۵: قیاسِ سفسطی: وہ قیاس ہوتا ہے جو ایسے مقدمات سے مرکب ہو جن میں صراحتاً جھوٹ ہو۔ جیسے ہر موجود شے اشارہ کے قابل ہے اور جو شے اشارہ کے قابل ہوتی ہے وہ جسم والی ہوتی ہے پس ہر موجود شے جسم والی ہے۔

فائدہ: اس سے مقصود مخالف کو خاموش کرنا ہوتا ہے۔